ماہنامہ

نوائے صوفیہ

انٹرنیشنل

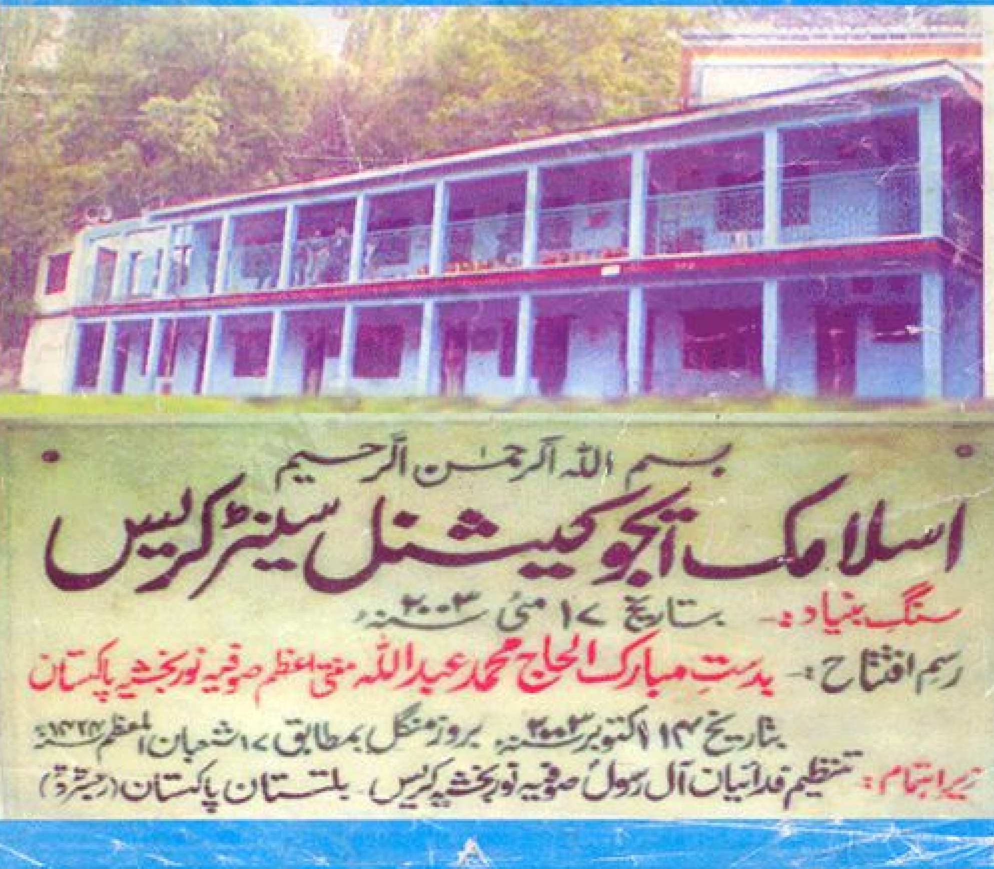
اسلام آباد

نوائے صوفیہ انٹرنیشنل

شمارہ نمبر 107

قیمت -/35 روپے

مارچ 2011ء



مدحِ خیر المرسلینؐ

محسن کاکوروی

سب سے اعلیٰ تری سرکار ہے سب سے افضل
میرے ایمانِ مفصل کا یہی ہے مجمل
ہے تمنا کہ رہے نعت سے تری خالی
نہ مرا شعر، نہ قطعہ، نہ قصیدہ، نہ غزل

دین و دنیا میں کسی کا نہ سہارا ہو مجھے
صرف تیرا ہو بھروسا، تری قوت، ترا بل
ہو مرا ریشۂ امید وہ نخلِ سرسبز
جس کی ہر شاخ میں ہو پھول، ہر اک پھول میں پھل

آرزو ہے کہ رہے دھیان میں ترا تا دمِ مرگ
شکل تری نظر آئے مجھے جب آئے اجل
رخِ انور کا ترے دھیان رہے بعدِ فنا
مرے ہمراہ چلے راہِ عدم میں یہ مشعل

صفِ محشر میں ترے ساتھ ہو ترا مداح
ہاتھ میں ہو یہی مستانہ قصیدہ، یہ غزل

عرضِ حال بجنابِ سرورِ کائنات

مولانا الطاف حسین حالی

اے خاصۂ خاصانِ رسل وقتِ دعا ہے
امت پہ تری آ کے عجب وقت پڑا ہے
جو دین بڑی شان سے نکلا تھا وطن سے
پردیس میں وہ آج غریب الغربا ہے

وہ دین ہوئی بزمِ جہاں جس سے چراغاں
آج اس کی مجالس میں نہ بتی نہ دیا ہے
جو دین کہ تھا شرک سے عالم کا نگہبان
اب اس کا نگہبان اگر ہے تو خدا ہے

جس دین نے غیروں کے تھے دل آ کے ملائے
اس دین میں بھائی سے اب بھائی جدا ہے
عالم ہے سو بے عقل ہے، جاہل ہے سو وحشی
منعم ہے سو مغرور ہے، مفلس سو گدا ہے

چھوٹوں میں اطاعت ہے نہ شفقت ہے بڑوں میں
پیاروں میں محبت ہے نہ یاروں میں وفا ہے
فریاد ہے اے کشتیِ امت کے نگہبان
بیڑا یہ تباہی کے قریب آن لگا ہے

ترانہ نوربخشیہ یوتھ فیڈریشن

کے۔ ایچ حسرت (حسن آبادی)

راہِ تصوف کے علمبردار ہم طریقت کے ہیں جانثار
راہِ سلوک کے مجاہد ہم محمدؐ کے ہیں وفادار

علیؑ کے متوالے شاہِ ہمدانؒ کے جیالے
نوربخشؒ کے سپاہی ہم اسی کے ماننے والے
جو چھائے ہیں بادل ظلمتوں کے سیاہ کالے
علم سلسلہ ذہب کا اٹھا کہ آؤ انہیں مٹا ڈالیں

راہِ تصوف کے علمبردار ہم طریقت کے ہیں جانثار
راہِ سلوک کے مجاہد ہم محمدؐ کے ہیں وفادار

اصحاب صفہ کے وارث ہم ان کی قدموں کے دھول
ہم پنجتن کے غلام ہم گلشن تصوف کے پھول
ظاہر ریا سے دور مقصد زندگی روحانیت کا حصول
شریعت محمدیؐ و طریقت مرتضویؑ ہمارے ضابطے ہمارے اصول

راہِ تصوف کے علمبردار ہم طریقت کے ہیں جانثار
راہِ سلوک کے مجاہد ہم محمدؐ کے ہیں وفادار

ایک ہوں مسلم مانند یک جان امن کے ہم داعی
ہو ہر بندہ مومن راہ خدا کا سپاہی
قرآن و کعبہ کا فلسفہ اور کیسی ہے دہائی
تفرقوں سے دور ہر مسلمان اک دوجے کا بھائی

راہِ تصوف کے علمبردار ہم طریقت کے ہیں جانثار
راہِ سلوک کے مجاہد ہم محمدؐ کے ہیں وفادار

زمانے میں گونجے گی صدا ہماری صبح و شام
محفل و ذکر و سماع سے جاگ اٹھے کی سوئی عوام
صدیاں بیت جاتی ہیں جس پہ اک ایسا کام
اللہ ھو اللہ کی صدا ہوگی ہر لب بام

راہِ تصوف کے علمبردار ہم طریقت کے ہیں جانثار
راہِ سلوک کے مجاہد ہم محمدؐ کے ہیں وفادار

محبت و آشتی مشن ہمارا امن کا ہو اسلام
ساری دنیا کے واسطے ہمارا ایسے ہی پیغام
حسرت کے لبوں پہ بھی ہے یہ دعا اب ہر آن
یا الٰہی اک دوسرے کا تھامے ہاتھ ہر شخص مسلمان

راہِ تصوف کے علمبردار ہم طریقت کے ہیں جانثار
راہِ سلوک کے مجاہد ہم محمدؐ کے ہیں وفادار

اداریہ

تفکّر وتذکّر

ابوالعرفان علامہ محمد بشیر

برصغیر میں فرنگی استعمار نے رفتہ رفتہ اپنی گرفت مظبوط کر لی۔ مسلمانوں کی ہوشمندانہ دور اندیشی کے فقدان کی وجہ سے فرنگی استعمار کو برصغیر میں اپنے مکروہ کھیل کھیلنے کا موقع فراہم ہوا۔ سیاسی میدان میں خود کو کامران پا کر فرنگی استعمار نے مسلمانوں کے بعض بنیادی عقائد کی شر انگیز توہین کا ارتکاب کیا۔ ان کا کام شیطانی کارگزاریوں کو تقویت دینے کے لیے بہت سے نام نہاد مسلم سرداران بھی ان کے وفادار بہ چچہ گیر بن گئے۔ فرنگی استعمار نے برصغیر میں عہدہ خلیفہ کی توہین کے لیے نائی کو خلیفہ کہلوایا۔ بینکوں اور فائیو سٹار ہوٹلوں کے سکیورٹی گارڈ کے لیے ایسے ایسے یونیفارم مقرر کر دئے جو مسلم حکمرانوں کے شاہی لباس کے بالکل مشابہ تھے۔ ان کا اصل مقصد شاہان مغلیہ کا مضحکہ اڑانا تھا۔ اس میں وہ کامیاب ثابت ہوئے۔ آج کل بھی بڑے بڑے ہوٹلوں اور بینکوں کے سکیورٹی گارڈز کی وردیاں فرنگی استعمار کی تجویز کردہ ہی کی عکاسی کرتی ہیں۔ فرنگی استعمار نے مسلمانوں میں فحاشی اور عریانی اپنانے کا رجحان پیدا کیا۔ شرم و حیا کے اسلامی اقدار کو پامال کرنے کے لیے ہر قسم کے فیشن کا سامان مہیا کیا۔

فرنگی استعمار نے مسلمانوں میں فحاشی اور عریانی اپنانے کا رجحان پیدا کیا۔ شرم و حیا کے اسلامی اقدار کو پامال کرنے کے لیے ہر قسم کے فیشن کا سامان مہیا کیا۔

فرنگی لباس کی وبا:

لباس شرم و حیا کا بنیادی تقاضا اور اسلامی تشخص کا مظہر ہے۔ اس حسین مظہر کو بھی پامال کرنے کے لیے فرنگی استعمار نے اپنے فرنگی لباس کو مسلمانوں میں مقبول بنانا شروع کیا۔ شرم و حیا کے بنیادی تقاضے پامال کرنے کے لیے عسکری شعبہ کو سب سے پہلے نشانہ بنایا۔ پھر سول آبادی کو بے راہ روی کے دلدل میں پھنسانے کے لیے ایسے ایسے لباس مہیا کیے جن سے شرم وحیا کے تقاضے ملیامیٹ ہو کر رہ گئے۔

خوب آگاہ رہے کہ اللہ تعالیٰ نے بنی آدم کے لیے لباس اس لیے اتارا ہے کہ انسان اپنے قابل ستر اعضاء کو مکمل طور پر چھپائے رکھے۔ قابل ستر اعضاء کی کسی بھی صورت میں تصویر باہر سے نظر نہ آنے پائے۔ قابل ستر اعضا کو پوشیدہ رکھنا انسان کا عین فطری تقاضا ہے۔ قرآن مجید میں حضرت آدمؑ وحواؑ کے بارے میں آیت موجود ہے کہ جب انہوں نے شیطان کے بہکاوے میں آ کر شجرہ ممنوعہ کا پھل کھایا تو اس کے نتیجے میں ان کے قابل ستر اعضا ظاہر ہوئے چنانچہ شرم و حیا کے بنیادی تقاضوں کے مطابق انہوں نے جنت کے پتوں سے اپنے قابل ستر اعضا کو چھپانا شروع کیا۔ مقصد کہنے کا یہ ہے کہ قابل ستر اعضا جنہیں شرم گاہ کا نام دیا جاتا ہے ان کو پوشیدہ رکھنا انسان کا فطری عمل ہے۔ اس کے لیے حکم رب کی بھی ضرورت نہیں تھی چنانچہ آدمؑ وحواؑ کے قصے سے عیاں ہے کہ انہوں نے خود کچھ اپنے قابل اعضا کو جنت کے پتوں سے پوشیدہ کرنا شروع کیا۔ اس سے پتہ چلتا ہے کہ اللہ پاک نے انسان کو لباس کی کوئی مخصوص شکل متعین نہیں کی ہے بلکہ ضابطہ کلیہ سے قرار دیا ہے کہ لباس سے انسان کے پوشیدہ اعضا یعنی شرمگاہیں ہر حال میں بے پردہ پوش رہیں اور ان اعضا کی ظاہری نمائش کی صورت پیدا نہ ہونے پائے۔ قرآن مجید میں اللہ پاک نے لباس کے بارے میں صاف صاف فرمایا ہے کہ

باقی صفحہ نمبر 32 پر

فقہ اسلامی

مجموعہ شریعت محمدیہؐ

ابوالعرفان علامہ محمد بشیر

وَيَسْقُطُ وُجُوْبُهَا بِالْمَرَضِ وَالْعَمٰي وَالْعَرَجِ وَهٰؤُلَاءِ لَوْ حَضَرُوْا كَفَتْهُمُ الْجُمُعَةُ مِنَ الظُّهْرِ وَالْهِمُّ كَالْمَرِيْضِ وَيَسْقُطُ اَيْضًا بِخِدْمَةِ الْمَرِيْضِ وَحِفْظِ النَّفْسِ لِمَنْ خَافَ عَلٰى نَفْسِهٖ وَالْاَمْوَالِ وَالْاَمْلَاكِ وَالدَّوَابِّ وَالْمَوَاشِيْ وَالدَّكَاكِيْنِ وَالْبَسَاتِيْنِ وَكُلِّ شَيْئٍ اِنْ غَابَ عَنْهُ يُمْكِنُ اَنْ يُتْلَفَ فَلِذٰلِكَ لَا يَتَيَسَّرُ اَنْ يَجْتَمِعَ كُلُّ اَهْلِ بَلَدٍ لِلْجُمُعَةِ٥ (الفقہ الاحوط)

ترجمہ: بیماری، اندھاپن اور لنگڑاپن کی وجہ سے جمعہ کا وجوب ساقط ہو جاتا ہے اگر یہ لوگ نماز جمعہ کے لیے حاضر ہو جائیں تو ان کے حق میں ظہر کے بدلے میں نماز جمعہ کافی ہے۔ انتہائی کمزور بوڑھا کبڑا بیمار آدمی کے حکم میں ہے۔ بیمار کی دیکھ بھال اور جان کی حفاظت درپیش ہونے کی وجہ سے جمعہ کا وجوب اس شخص کے حق میں ساقط ہو جاتا ہے جس کو اپنی جان کا خوف ہو، مال و اسباب کا خوف ہو، چوپائے جانور اور مویشیوں کا خوف ہو، دکانوں اور باغات کا خوف ہو اور ہر اس چیز کا خوف ہو کہ اگر وہ اس سے غائب ہو جائے تو اس چیز کا ضائع ہو جانا ممکن ہے۔ اس وجہ سے شہر کے تمام باشندوں کا جمعہ کے لیے یکجا ہو جانا آسان کام نہیں ہوا کرتا ہے۔

وضاحت:

مذکورہ عبارتوں میں مندرجہ ذیل امور کی واضح نشاندہی کی گئی ہے۔

۱۔ اسباب سقوط

۲۔ خصوصی رعایت

۳۔ تعدد جمعہ کی صورت

تفصیل وضاحت:

۱۔ اسباب سقوط: اس کا یہ مطلب ہے کہ اسلامی معاشرے میں بعض افراد سے نماز جمعہ کا وجوب ساقط ہو جاتا ہے۔ اس کی یقینی صورت ہے کہ ان افراد سے براہ راست وجوب جمعہ کا تعلق نہیں ہوتا۔ وہ حضرات نماز جمعہ نماز گزاروں کے ساتھ اجتماعی ادائیگی کے لیے جانے کے پابند نہیں ہیں۔ وہ اپنی اپنی جگہ نماز ظہر ادا کریں گے۔ یہی ان کے حق میں براہ راست حکم ہے۔ معاشرے کے ان معذور افراد کی فہرست کچھ یوں ہے:

۱۔ بیمار آدمی، ۲۔ اندھا شخص، ۳۔ لنگڑا آدمی، ۴۔ بیمار کی دیکھ بھال کرنے والا، ۵۔ اپنی جان کا خطرہ والا، ۶۔ مال و اسباب کا خطرہ والا، ۷۔ چوپائے جانوروں اور مویشیوں کو خطرہ والا، ۸۔ دکانوں اور باغات کا خطرہ والا، ۹۔ ہر عزیز چیز کے ضیاع کا خطرہ والا۔

بیمار آدمی کی اس بیماری کے طول پکڑ جانے کا خطرہ ہوتا ہے لہٰذا براہ راست اس پر جمعہ واجب نہیں۔ لنگڑا آدمی کے لیے آسانی کے ساتھ راستہ چلنا مشکل ہوتا ہے لہٰذا اس پر براہ راست جمعہ واجب نہیں۔ اندھا شخص کے لیے بھی کسی کی رہبری کے بغیر نماز جمعہ کا چلا جانا مشکل ہوتا ہے لہٰذا اس پر براہ راست جمعہ واجب نہیں ہوتا۔ بیمار آدمی کی دیکھ بھال کرنے والا ہمیشہ بیمار کے پاس رہتا ہے اسے نماز جمعہ کی بجا آوری کے لیے جانے کی فرصت اور گنجائش نہیں لہٰذا اس پر براہ راست جمعہ واجب نہیں۔ جس کو اپنی جان کا خطرہ ہو اس کے لیے بھی نماز جمعہ کے لیے جانا زیادہ خطرے کا باعث ہے لہٰذا اس پر جمعہ واجب نہیں۔ اسی طرح سے مال و اسباب چوپائے جانوروں

باقی صفحہ نمبر 37 پر

اہل بیت

عرفانِ صادقؑ

ناجی مناجی

لباس:

قال الصادق علیه السلام: أزین اللباس للمؤمن لباس التقویٰ وانعمه الایمان، قال الله تعالیٰ: و لباس التقویٰ ذالک خیرٌ وأما لباس الظاهر فنعمة من الله تعالیٰ لتستر بها عورات بنی آدم وهی کرامة أکرم الله بها ذریة آدم ما لم یکرم بها غیرهم، وهی للمؤمنین آلة لأداء ما فرض الله علیهم. وخیر لباسک ما لا یشغلک عن الله عزوجل، بل یقربک من ذکره و شکره و طاعته ولا یحملک علی

> بہترین لباس وہ ہے جو تجھے اللہ تعالی سے غافل اور مشغول نہ کرے بلکہ اس کے ذکر، شکر اور اطاعت و عبادت سے قربت کا باعث بنے۔

العجب و الریاء والتزیین و التفاخر و الخیلاء ، فانها من آفات الدین و مورثة القسوة فی القلب.

ترجمہ:

حضرت امام جعفر الصادق علیہ السلام نے فرمایا کہ مؤمن کے لیے زیب و زینت کے اعتبار سے بہترین لباس تقویٰ کا لباس ہے، جیسا کہ اللہ تعالی نے فرمایا ہے کہ 'تقویٰ کا لباس ہی بہترین لباس ہے' ۔لیکن ظاہری لباس بھی اللہ تعالی کی نعمت ہے جس سے بنی آدم کی ستر پوشی ہوتی ہے اور یہ اللہ تعالی کا انسان کے لیے خصوصی اکرام ہے جس سے دیگر مخلوقات محروم ہیں۔لباسِ ظاہری مؤمن کے لیے فرائض دینی کی بطریق احسن ادائیگی کا وسیلہ ہے۔بہترین لباس وہ ہے جو تجھے اللہ تعالی سے غافل اور مشغول نہ کرے بلکہ اس کے ذکر، شکر اور اطاعت و عبادت سے قربت کا باعث بنے۔لباس تکبر، ریاکاری، غیر ضروری تزئین و آرائش، فخر و مباہات اور خودنمائی کا ذریعہ نہ ہونا چاہیے۔کیونکہ یہ اُمور دین کے لیے آفات کا درجہ رکھتے ہیں اور دل سخت کرنے کا مؤجب بنتے ہیں۔

فاذا لبست ثوبک فاذکر ستر الله علیک ذنوبک برحمته وألبس باطنک (بالصدق) کما لبست ظاهرک بثوبک و لیکن باطنک (من) الصدق فی ستر الهیبة و ظاهرک فی ستر الطاعة ، واعتبر بفضل الله عزوجل حیث خلق اسباب. اللباس لتستر العورات الظاهرة و فتح ابواب التوبة و الانابة والاغاثت لتستر بها العورات الباطنة من الذنوب و أخلاق السوء ولا تفضح احداً حیث ستر الله علیک ما هو اعظم منه، واشتغل بعیب نفسک، واصفح عما لا یعنیک حاله وامره.

ترجمہ:

جب تُو لباس پہنے تو اس بات کو یاد کر کہ اللہ تعالی نے اپنے لباسِ رحمت سے تیرے گناہوں کی پردہ پوشی فرمائی ہے۔ تجھے چاہیے

باقی صفحہ نمبر 38 پر

طہارت

فضائل و مسائل طہارت

شکور علی انور

وَثِیَابَکَ فَطَهِّرْo وَالرُّجْزَ فَاهْجُرْo (سورہ مدثر ۴،۵)

ترجمہ: اپنے کپڑوں کو پاک کرو اور ناپاکی کو دھوڈالو!

اِنَّ اللّٰہَ یُحِبُّ الْمُتَطَهِّرِیْنَ (سورہ بقرہ)

ترجمہ: یقیناً اللہ تعالیٰ پاک رہنے والوں کو پسند کرتا ہے۔

رسول اعظم وآخر فرماتے ہیں۔

اَلطُّهُوْرُ شَطْرُ الْاِیْمَانِ (مسلم، بخاری)

پاکیزگی ایمان کا جزو ہے۔

لَا صَلٰوۃَ اِلَّا بِطُهُوْرٍ (ترمذی)

بغیر طہارت نماز جائز نہیں۔

اسلام دین فطرت ہے اس کے ہر ہر حکم میں فطرتی تقاضوں کی تکمیل کا راز پنہاں ہے۔ اسلام چاہتا ہے کہ ہر انسانی عمل ایک خاص زاویے سے فوائد وفضائل کا حامل ہو۔ وہ بے مقصد اور انسانی حیات کے لیے نقصان دہ نہ ہو۔ اس کے احکام نہ صرف فضائل وفوائد سے مملو ہوں بلکہ ان احکام و اعمال کی بدولت انسان دونوں جہانوں میں کامیابی وکامرانی سے ہمکنار ہو۔ ظاہری طور پر ان میں حسن بھی ہو اور باطنی طور پر اجروثواب سے بھر پور بھی، یعنی ہر ہر عمل میں تمام چاہتوں کا مرجع اللہ تعالیٰ کی ذات کی قربت ہو اور اس کی چاہت کے حصول کی خاطر عملی اظہار ہو۔ دل اس کی اطاعت اور بندگی کے جذبوں سے مالا مال ہو۔

اسلام کا نظام طہارت غیر معمولی فوائد وفضائل اور برکات و حسنات اپنے فرائض سمیٹے ہوئے ہیں۔ عملی میدان میں ایمان کے بعد طہارت کا عمل حکمتوں سے بھر پور ہے۔ پاکیزہ رہنے کا خدائی حکم انسانی حیات کے لیے نہایت مفید اور فلاح کا ذریعہ ہے۔ صحت وسلامتی سے لے کر قرب خداوندی کی راہ تک یہ ایک مؤثر وسیلہ ہے۔

لہٰذا ایک فطرتی دین کا تقاضا یہی ہے کہ انسان جسمانی، اخلاقی، روحانی، معاشی اور معاشرتی ثقافتی اقدار میں سے پاکیزگی کو بھی اپنا شعار بنائے۔ اس لیے طہارت کا نظام ایمان کے بعد ایک ایسا عمل ہے جو روحانی ترقیوں اور معنوی بلندیوں کا زینہ ہے۔ انسانی فطرت صفائی اور پاکیزگی کو پسند کرتی ہے لیکن بعض دفعہ انسان میں خاکی عنصر غالب ہونے کی وجہ سے اکتاہٹ محسوس ہوتی ہے اور وہ سستی وکاہلی کا شکار ہو جاتا ہے۔ جسم بوجھل ہو جاتا ہے۔ پھر کسی اچھے اعمال اور مفید کاموں کو چھوڑ دینے کا عادی ہو جاتا ہے یہ نوبت اسے کامیاب اور کامران ہونے نہیں دیتی۔ رب تعالیٰ کا منشا یہ ہے کہ مسلمان ہمیشہ پاک و پاکیزہ رہے ہر معاملہ میں صاف و شفاف رہے جسمانی اور ظاہری طور پر پاکیزہ رہے اور روحانی طور پر بھی پاکیزہ رہے۔ پاکیزہ رہتے ہوئے دین و دنیا میں ترقی کی شاہراہ پر گامزن رہے۔ اس لیے اسلام میں جہاں دیگر عملیات عبادات اور درست معاملات کے فوائد و فضائل بیان ہوئے ہیں وہاں طہارت و پاکیزگی کے مخصوص فوائد و حسنات بھی بیان ہوئے ہیں۔ اس کی انفرادی و اجتماعی افادیت پر سیر حاصل بحث موجود ہے۔ راہ سلوک میں طہارت کو بڑی اہمیت حاصل ہے۔ اسے خدائی صفت سے تعبیر کیا گیا ہے۔ اصفیاء کرام طہارت کی سختی سے پابندی کرتے تھے۔ اس کا اہتمام بھی ہمت ومحنت سے کرتے تھے۔ اور آج بھی اہل اللہ اس کے فضائل وفوائد سے نابلد نہیں ہے۔ اور اس پر عمل داری کو ضروری سمجھتے ہوئے اس کا بڑی مردانگی سے اہتمام کرتے ہیں۔ اس خیال میں کہ ظاہری صفائی بندے کی باطنی

باقی صفحہ نمبر 39 پر

تصوف

صوفی اور سیاست

ذاکر حسین ذاکرؔ

محترم قارئین! ممکن ہے آپ کو یہ عنوان ذرا انوکھا اور نیا لگے، دونوں صورتوں میں یہ دلچسپی سے خالی نہیں۔ دراصل آج ایک ایسے موضوع پر لکھنے کی کوشش کر رہا ہوں، جو اگر چہ نوربخشی مکتب فکر کی کتابوں میں واضح الفاظ اور انداز میں موجود ہیں لیکن بوجوہ ہمارے دینی حلقوں اور محراب ومنبر سے اس پر دینی انداز سے گفتگو نہیں ہوتی بقول ہمارے ایک بزرگ دوست کے محراب ومنبر عرصہ دراز سے زیادہ تر مناقب اور مصائب تک محدود رہے ہیں، اس سے تھوڑا آگے بڑھے تو عملیات وعبادات کو کل مذہب سمجھ بیٹھے۔ اس بات سے کون انکار کر سکتا ہے کہ یہ تمام اجزائے مذہب ہیں لیکن دین اور شریعت، بطور شاہراہ حیات اس کے علاوہ بھی بہت کچھ ہیں۔ اسلام سماجی ضروریات، سائنسی حقائق، معاشی مسائل، سیاسی انداز فکر سبھی کے لیے مکمل لائحہ عمل ہے اور ہونا چاہیے۔

اسلامی تصوف جو دین کی روحانی اور اخلاقی پہلو کو زیادہ اہمیت دیتی ہے، حقیقی اسلامی تصوف جو خلوص نیت کو اعمال کی روح قرار دے، اور جو خلق خدا پر شفقت کو مدعائے تبلیغ دین قرار دے، اور تزکیہ نفس کے ذریعے افراد کی اصلاح کے ساتھ اصلاح معاشرہ کو مدعا سمجھے، یہ کیسے ہو سکتا ہے کہ اہم ترین سماجی، سائنسی، معاشی اور سیاسی امور اور عوامل سے صرف نظر کرے۔ تصوف پر اعتراضات میں سے ایک اہم عتراض یہ بھی ہے کہ یہ محض خانقاہی نظام کا نام ہے یا رہبانیت کے معنوں میں ترک دنیا کا نام ہے وغیرہ۔ اس مضمون میں میرا مدعا نہ ان اعتراضات پر بحث ہے، نہ مناظرانہ انداز کا جواب یا دفاع ہے۔ یہاں صرف میر سید محمد نوربخش علیہ الرحمہ کی تعلیمات اور انکی روشنی میں ہمارے ہاں موجود چند غلط فہمیوں کا ازالہ پیش کرنا ہے۔ یہ مضمون ''صوفی اور سیاست'' پر بھی بحث نہیں کرتا جس کیلئے علیحدہ مکمل مضمون بلکہ کتاب درکار ہے۔ زیر نظر مضمون کا مقصد صرف یہ بات واضح کرنا ہے کہ میر سید محمد نوربخش علیہ الرحمہ اپنے پیروکاروں کیلئے سیاست کے حوالے سے کیا رہنمائی فرماتے ہیں اور سیاسی شعور کو کس حد تک اہمیت دیتے ہیں۔

> نوربخشؒ فرماتے ہیں ''جہلائے زمانہ کا خیال ہے کہ سلطنت اور مملکت تقویٰ اور طہارت کے منافی ہے، یہ تصور باطل اور انتہائی حماقت کی دلیل ہے۔

نوربخش علیہ الرحمہ کی رائے جو دراصل نوربخشی رائے ہے، اسے آپ عرف عام میں سیاست سے متعلق نوربخشی مکتب فکر کا اصولی موقف بھی کہہ سکتے ہیں۔ میرے تجربات کے مطابق ہمارے سیاسی کارکنان و نمائندگان اپنے لیے سیاست کو عبادت کہتے ہیں، اور دوسروں کیلئے شجر ممنوعہ۔ بات اگر چہ عجیب لگتی ہے لیکن یہ حقیقت ہے۔ کچھ نمائندے تو یہ بھی کہتے ہیں کہ سیاست شریفوں کا کام نہیں، نہ جانے ایسا کیوں کہتے ہیں، یوں کہتے ہوئے خود اپنی ملامت بھی برداشت کرتے ہیں لیکن کسی اور شریف النفس کی مداخلت برداشت کرنے کیلئے تیار نہیں۔ کیونکہ اگر سیاست میں شریف النفس، اصول پسند، میرٹ پسند لوگوں کی آمد شروع ہو جائے تو سفارشی کلچر ختم ہوگا، اور یوں مفاد پرستوں کے اپنے مفادات خطرے میں پڑیں گے۔ ستم بالائے ستم یہ کہ مذہبی عمائدین جو ماشاء اللہ بادشاہ گری میں تو سرگرمی سے شرکت فرماتے ہیں لیکن کھل کر سیاست کو بھی مذہبی معاملہ سمجھنے میں ہچکچاتے ہیں۔ اور اسے بھی دینی انداز اور دینی اخلاقیات کے دائرہ کار کے تحت لانے کی خاطر خواہ کوشش نہیں کی جاتی۔ علمائے کرام اتنا تو کر

سکتے ہیں کہ سیاسی کارکنوں اور نمائندوں کو سیاسی اخلاقیات کا درس دیں۔ ایسا ممکن نہ ہو تو کم از کم حضرت مالک اشترؓ کے بطور گورنر تعیناتی پر مولا علی علیہ السلام کے خط کو کئی خطبات میں بار بار دہرا کر سیاسی کارکنان اور نمائندوں کو ان کے فرائض سے آگاہ کریں۔ ممکن ہو تو میر سید علی ہمدانیؒ کی کتاب ذخیرۃ الملوک کو بطور تحفہ پیش کریں ورنہ کم از کم اس کتاب کو پڑھنے کا مشورہ ضرور دیں (بس پڑھنا آنا چاہیے)۔ ہمارے ہاں حتی الامکان مذہب اور سیاست کو الگ رکھنے کی ایک غیر محسوس کوشش کی جاتی ہے۔ شاید یہ بھی انہی کا کمال ہے کہ علماء کی مقدس زبانوں پر برسر منبر سیاست اور حکمرانی کی بات نہ آئے۔

اہلیت کا معاملہ گھمبیر ہے، سیاسی اہلیت کو قومی قیادت کی اہلیت سے علیحدہ رکھا اور سمجھا جاتا ہے جو ایک بہت بڑا المیہ ہے۔ اگرچہ دنیا کو معلوم ہے کہ انقلاب ایران کے بعد قومی قیادت کی باگ دوڑ دینی اعتبار سے اہل لوگوں نے سنبھال لی اور موجودہ روحانی رہبر بطور سربراہ مملکت وحکومت فرائض انجام دے چکے ہیں۔ ہم میں اکثر انقلاب ایران کو بطور مثال پیش کرتے ہیں لیکن اپنے ہاں سیاسی قیادت کے انتخاب میں اس مثال کو پیش نظر نہیں رکھا جاتا، اسکی وجہ معلوم نہیں ہوسکی تاہم یہ اہل بصیرت علماء کیلئے سوچنے کا مقام ضرور ہے۔

اب واپس آتے ہیں اپنے اصل موضوع پر اور دیکھتے ہیں کہ سیاست کے معاملے میں میر سید محمد نوربخش علیہ الرحمہ ہماری کیا رہنمائی فرماتے ہیں۔ کتاب انسان نامہ (جس کے اردو تراجم بھی دستیاب ہیں) میں نوربخش علیہ الرحمہ فرماتے ہیں "جہلائے زمانہ کا خیال ہے کہ سلطنت اور مملکت تقویٰ اور طہارت کے منافی ہے، یہ تصور باطل اور انتہائی حماقت کی دلیل ہے کیونکہ بڑے بڑے انبیاء علیہم السلام جیسے حضرت ادریس علیہ السلام، حضرت یوسف علیہ السلام، حضرت داؤد علیہ السلام، حضرت سلیمان علیہ السلام، حضرت موسیٰ علیہ السلام، حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور اکمل اولیا حضرت علی مرتضیٰ علیہ السلام جیسی ہستیاں حکومت ظاہری پر بھی فائز رہے اور سلطنت کے احکامات نافذ کرنے، حکومتی امور انجام دینے، ملکی قواعد و ضوابط (یعنی آئین) کی پاسداری میں خصوصی دلچسپی لیتے تھے۔ اگر ظاہری حکومت معنوی حکومت (یعنی روحانی اور دلوں کی حکمرانی) کے منافی ہوتے تو یہ حضرات حکومت ظاہری پر فائز نہ رہتے۔ چونکہ یہ ہستیاں براہ راست ظاہری حکومت پر فائز رہے ہیں لہذا (یہ انکی سنت ہے) قابل حکمران (سیاست دانوں) اور امرا (ہماری بیوروکریسی) کو چاہیے کہ وہ بلند ہمتی کے ساتھ ظاہری حکومت کو شریعت کی طاقت، طریقت کی تربیت اور حقیقت کی پہچان کے ذریعے معنوی حکومت کے ساتھ یکجا کرے تاکہ بروز محشر کامیاب وسرفراز رہے"۔

اتنی واضح اور مدلل رہنمائی کے بعد شاید اس سوال کی گنجائش باقی نہیں رہتی کہ نوربخشی تعلیمات کی روشنی میں سیاست کی اجازت ہے یا نہیں اور کس قسم کی سیاست کی جانی چاہیے۔ میر سید محمد نوربخش علیہ الرحمہ کے مطابق اچھی حکمرانی سنت انبیاء واولیا ہے، لہذا ہر باصلاحیت فرد کو اس کی کوشش کرنی چاہیے۔ تاکہ امور سلطنت کو شریعت کے مطابق چلایا جاسکے، روحانی تربیت کے ذریعے افراد کے ساتھ پورے معاشرے کا تزکیہ ممکن ہو جس سے نہ صرف روحانی ارتقا ہو سکے بلکہ اصلاح معاشرہ کے ساتھ سماجی ارتقاء بھی عمل میں آئے اور اعلیٰ ترین اخلاقی اقدار فروغ پائیں۔ میر سید محمد نوربخش علیہ الرحمہ نے اپنی کتاب اصول عقائد میں امامت کے بیان میں مملکت الفسیحہ، یعنی وسیع مملکت کو امامت کی شرائط میں ایک شرط قرار دیا ہے اسی طرح فقہ الاحوط باب الجہاد میں سالکین کی نفسیات اور سیاسیات کو بخوبی جاننا مرشد یعنی جہاد اکبر کے امام کیلئے لازم قرار دیا ہے۔

مذکورہ بالا انسان نامہ کے اقتباس کا آخری جملہ نہایت ہی قابل غور ہے جس میں مملکت کے بنیادی ستونوں کا ذکر ہے۔ پہلا ستون ملک کا آئین اور دستور ہے جو شریعت پر استوار ہونا چاہیے، دوسرا ستون تعلیم وتربیت کے ادارے ہیں جو رعایا کو مفید شہری کے ساتھ نیک انسان بھی بنانے کی سہولیات فراہم کریں اور تیسرا ستون عدلیہ ہے جو ہر معاملے کی تہہ تک پہنچ کر فیصلے کی صلاحیت رکھتا ہو یعنی حقیقت کی پہچان اس کا مدعا ہو۔

نوربخشیات

اتحاد نوربخشیہ وقت کی اہم ضرورت

عبد الحلیم شبیری تھلوی

ہم جانتے ہیں کہ اس پُرآشوب دور میں عوام مسلک صوفیہ نوربخشیہ جس زبوں حالی کا شکار ہیں اور جس شکست و ریخت کے عمل سے دوچار ہیں وہ ہمیں دیمک کی طرح چاٹ رہا ہے۔ اس کی نظیر ماضی میں نہیں ملتی یہی وجہ ہے کہ ہم بعض جگہوں پر اکثریت میں ہونے کے باوجود اپنے رستے ہوئے زخموں کا علاج نہیں کرسکتے۔ آرزوؤں کی جلتی ہوئی چتا کو بجھا نہیں سکتے۔

ہم اس امر بدیہی سے بخوبی آشنا ہیں کہ اللہ رب العزت نے ہمیں اتفاق و اتحاد کا کس اہتمام سے درس دیا ہے کہ ہم میں سے کسی کو بھی قرآن مجید کی یہ ایک آیت کریمہ یاد نہیں۔ **ولا تکونوا مالذین تفرقوا و اختلفوا من بعد ما جاء هم البینات اولئک لهم عذاب عظیمo** (ال عمران ۲۳۳) یعنی تم اُن لوگوں کی طرح نہ ہوجانا جو واضح نشانیوں کے بعد بھی پارہ پارہ ہوگئے ہیں اور ان ہی کے لیے بہت بڑا عذاب ہے۔ پھر ہمیں حضور امام الانبیاء محبّ کبریا ہر دوسراؐ نے بار بار اتحاد و اتفاق کی برکتوں سے روشناس کرایا اور سنت نبویؐ و جماعت کو مضبوطی سے تھامنے کی ہدایت فرمائی۔ فرمایا **علیک بالجماعته والعاقبه** یعنی ہر حال میں جماعت کے ساتھ رہو۔ اس عظیم الشان ارشاد سے روگردانی کرنے والے کو وعید سنائی **من خرج من الجماعته قید شبر فقد خلع ربقیته الاسلام من عنقبه** یعنی جو شخص بالشت بھر بھی جماعت سے نکلا اس نے اسلام کا پھندہ گردن سے اتار دیا اور فرمایا **لا تجمع امتی علیٰ الاضلالته و ید الله علی الجماعته فان من شذ شذفی النار** یعنی میری امت گمراہی پر کبھی متفق نہیں ہوگی جو جماعت سے الگ ہوا وہ الگ ہی دوزخ میں ڈالا جائے گا۔ یاد رہے اسلام دین توحید ہے اس نے خداوند لم یزل کے واحد ہونے کا اعلان نہیں کیا انسانوں کو بھی وحدت و یگانگت کا سبق بھی دیا۔

یہ مقام افسوس ہے کہ اسلام کے اس عظیم پیغام کو فرزندان حرم نے اپنے سطحی مفاد کی بھینٹ چڑھا کر گویا عملی طور پر ٹھکرا دیا۔ یہود و نصاریٰ کی گمراہ کن چالوں اور اپنے ناداں دوستوں کی عاقبت نا اندیشیوں نے ملت مرحومہ کے ٹکڑے ٹکڑے کردیے۔ نتیجہ کیا نکلا دنیا کی رسوائی ان کا مقدر بن گئی لہذا ابتداہی سے دشمنان دین و ایمان جنہوں نے اسے صفحہ ہستی سے مٹانے کی ہر ممکن سعی شروع کردی تھی۔ جوں جوں پیغام حق پھیلتا گیا ان کی سازشیں بھی گہری ہوتی چلی گئی۔ یہود و نصاریٰ کی تباہی و بربادی کی سب سے بڑی وجہ ان کا باہمی انتشار وافتراق تھا۔ چنانچہ انہوں نے مسلمانوں کو بھی اس مرض مہلک میں مبتلا کردیا۔ ابن سبا و ابن صباح جیسے لوگوں کی تحریکوں کا یہی مقصد تھا۔ اس تفرقہ پروری کی ہولناک فضا نے ایسا دور بھی دکھایا کہ دریاؤں پہاڑوں اور صحراؤں کو روندنے والے چنگیز و ہلاکو سے رحم کی بھیک مانگتے نظر آئے۔ ادھر ہلاکو طوفان بلا بن کر حملہ آور ہوا۔ ادھر مسلمان بغداد کے بازاروں میں مناظرے کرتے پھر رہے تھے۔ ہماری حالت بھی یہی ہے ہم بھی اس وقت چند بکھیڑوں میں پھنسے ہوئے ہیں۔ ہم میں کوئی بھی ایک دوسرے کو برداشت کرنے کے لیے تیار نہیں۔ چھوٹی چھوٹی بات کا جھگڑا بنا کر پھیلاتے ہیں۔

اسلام کی تاریخ پڑھ کر خوشگوار حیرت بھی ہوتی ہے کہ اتنی

صدیاں گزرنے کے باوجود مسلمانوں کی غالب تعداد اپنے اسلاف کرام کے عقیدوں اور نظریوں کی ترجمانی کر رہی ہے۔ دنیا کا عروج و زوال ان کی اس لازوال دولت کو متاثر نہ کر سکا۔ مسلمانوں کی اسی اکثریت کو حضور سرور دو عالمؐ نے سواد الاعظم اور ناجی و جنتی گروہ قرار دیا ہے۔ یہ جماعت صوفیہ نوربخشیہ ہی ہے۔ ان پر رب کریم غفور رحیم کا دست رحمت دراز ہے۔ تمام اسلام عالم کا مختلف گروہوں فرقوں اور جماعتوں میں بٹ جانا تکوینی عمل مان لیا جائے تو پھر بھی قابل افسوس بات ہے۔ کہ جن لوگوں کو ناجی و جنتی ہونے کا دعویٰ ہے۔ وہ کیوں آپس میں دست گریباں ہیں انہوں نے فطری اتحاد و اتفاق کی دھجیاں بکھیریں۔ ایک عقیدہ، ایک نظریہ، ایک جذبہ رکھتے ہوئے بھی کیوں ٹوٹ ٹوٹ کر بکھرے اور بکھر بکھر کر ٹوٹے؟ کیوں ایک دوسرے کی ذلت کا سامان بنے۔ کیوں غیروں کے آلہ کار بنے؟ کیوں اغیار کے مکروفریب میں پھنسے مذہبی وسیاسی میدانوں میں اغیار کا مقابلہ کرنے کی بجائے ایک دوسرے پر طعن و تشنیع کے پتھر برساتے رہے؟ ان فگار انگلیوں سے اپنی محرومی کی داستان کیا لکھوں؟ ہمیں سوچنا ہے کہ سیاسی و مذہبی میدانوں میں ہمیں پارہ پارہ کرنے کے کچھ اسباب و علل تھے اور اب ان کے اتحاد سوز حملوں سے کیسے بچا جا سکتا ہے۔ میری نظر میں وہ اسباب و علل مندرجہ ذیل ہیں۔

اتنی صدیاں گزرنے کے باوجود مسلمانوں کی غالب تعداد اپنے اسلاف کرام کے عقیدوں اور نظریوں کی ترجمانی کر رہی ہے۔ حضور سرور دو عالمؐ نے سواد الاعظم اور ناجی و جنتی گروہ قرار دیا ہے۔ یہی جماعت صوفیہ نوربخشیہ ہی ہے۔

لیڈر بننے کا شوق:

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم جیسے حضرات امیری کو ناپسند کرتے اور اگر قوم کی طرف سے امیر بنا دیا جاتا تو ہر وقت خدا کے خوف سے لرزتے رہتے اور متوکل علی اللہ ہو کر دنوں کا چین اور راتوں کا سکون غارت کرلیتے۔ اور پھر ہم ہیں کہ لیڈر بننے کا شوق بلکہ بھوت سوار ہے ہمیں قوم کے اجتماعی مفاد کا خیال تک نہیں بس یہی جذبہ کارفرما ہے کہ لوگ ہمیں راہنما تسلیم کرلیں لیڈری حاصل کرنے یا اس کی ساکھ بحال رکھنے کے لیے ہمیں اہل حرم کو چھوڑ کر اہل دیر کے پاس جانا پڑے تو باک محسوس نہیں کرتے۔ دشمنان وطن، دشمنان اسلام اور دشمنان مسلک حقہ کے ساتھ بھی الحاق کرنا پڑے تو کوئی شرم یا حرج محسوس نہیں کرتے۔

بے رحم تنقید:

یہ حقیقت ہے کہ ہمارے رسائل و جرائد کا ایک اچھا خاصہ حصہ از حد فروعی مسائل کی ترجمانی و تشریح کر رہا ہے اور اس پر بھی بے جا تنقید جاری و ساری ہے۔ عالم ربانی کے نام پر بے رحم تنقید نے نہ جانے کتنی دیواریں کھڑی کر دیں۔ یہ درست ہے کہ بھائی کو بھائی اور دوست کو دوست اس کی غلطی پر متوجہ کرے۔ تنبیہ الفاظ میں حضرت ابو داود رضی اللہ کا قول ہے کہ ''کسی کو لوگوں کے سامنے نصیحت کرنا اس کو رسوا کرنے کے مترادف ہے اور خلوت میں نصیحت کرنا اس کو زینت بخشتا ہے۔'' کسی کو اس انداز میں سمجھائے کہ غلطی سے نفرت بھی ہو اور حقیقت کا علم بھی یاد رہے کہ کس مستحب عمل کی جارحانہ تلقین اور مکر تنزیہی کی یہ دہشت ناک تنقید سے زیادہ ہمیں مسلمان بھائی کی عزت و حرمت کا خیال ہونا چاہیے اس سلسلے میں ہم نے انداز نبوت کو بھلا دیا ہے۔ **یعسر واولا تعسر و بشر واولا تنفروا** ○ گویا رسول پاک ﷺ تو گرتے ہوؤں کو تھام لیتے ہیں۔ حضورؐ نے مسجد نبوی میں کسی بدو کے پیشاب کرنے پر بھی صبر و تحمل سے کام لیا اور عفو نظر فرمایا۔

نظام خانقاہی:

ہمارے خانقاہی نظام نے کردار ملت کی تشکیل و تعمیر میں کلیدی حصہ لیا یہ مقدس بارگاہیں ہیں جہاں سے انسان کو تزکیہ نفس کی دولت ہاتھ آتی تھی۔ بے لوثی و بے نفسی کا خزانہ ملتا تھا۔ آج ہماری اکثر خانقاہوں کی کسمپرسی و حالت زار یہ ہے کہ وہ اہل سجادہ نشینوں کی رسہ کشی کی آماجگاہ بنی ہوئی ہیں۔ ہمارے اسلاف کرام کے نزدیک

باقی صفحہ نمبر 38 پر

ادب، تصوف

رسالہ تذکرۃ المشائخ

(آخری قسط)

تالیف: حضرت شیخ علاء الدولہ سمنانیؒ
مترجم: شکور علی انور

حضرت ابوالجناب:

ہم نے ابوالجناب کا تذکرہ کیا تھا یہ حضرت شیخ نجم الدین کبریٰ ؒ کی کنیت ہے۔ شیخ نجم الدین کبریٰ قدس سرہ نے حضرت محمدؐ کو خواب میں دیکھا اور آپؐ نے کنیت ابوالجناب رکھی۔ ابوالجناب نون مشدد کے ساتھ ہے۔ شیخ نجم الدین کبریٰ فرماتے ہیں کہ میں اس حالت سے آیا تو میری حالت یہ تھی کہ دنیا کی کسی چیز سے مال و دولت، زر زمین حتیٰ کہ کتابوں سے بھی بے نیاز تھا۔ اس وقت آپ مصر کے شہر اسکندریہ میں موجود تھے۔

نجم الدین کبریٰ کی زیرکی:

کہتے ہیں کہ حضرت نجم الدین کبریٰ بچپن سے ہی انتہائی ذہین و فطین تھے۔ آپ کے استاد کرخی نے آپ کی ذہانت و فطانت سے متاثر ہو کر فرمایا کہ فانه طامة الكبرى گویا کہ یہ بہت بڑی بلا ہے۔ اسی بنیاد پر آپ کبریٰ کے لقب سے معروف ہوئے۔

نجم الدین کبریٰ کی صحبت:

حضرت نجم الدین کبریٰ نے حضرت شیخ روزبہان کی بھی صحبت حاصل کی اور قاضی ابن عبدونی کی صحبت بھی حاصل کی۔ اس وقت وہ شام میں موجود تھے لیکن شیخ روزبہان فارس میں قیام پذیر تھے اور ان کی آرام گاہ مصر میں موجود ہے وہ حضرت شیخ احمد غزالی کے بزرگ اصحاب میں سے تھے ان سے بے شمار کرامات ظاہر ہوئیں۔

اخی خرج زنجانیؒ:

ہم نے حضرت شیخ خرج زنجانی کا ذکر کیا تھا اس کا مقصد یوں ہے کہ حضرت شیخ محمد عمویہؒ نے اپنے فرزندان عبداللہ اور وجیہ الدین عمر کی رسم خرقہ پوشی ادا کی تو اس وقت حضرت شیخ اخی زنجانیؒ وہاں موجود تھے۔ حضرت شیخ محمد عمویہ نے اپنا خرقہ ان کے ہاتھوں میں دے دیا تاکہ یہ ان کو خرقہ پوشانی کا شرف اور برکت پہنچائے۔ یہ بھی سنا ہے کہ حضرت شیخ اخی زنجانی نے بھی اپنا خرقہ ان کے ہاتھوں عنایت کر دیا۔ تاکہ وہ انہیں خرقہ پوشانی کی برکت پہنچائیں۔

وصلی اللہ علی سیدنا محمد والہ واصحبہ واجمعین۔

اس کتاب کی کتابت و تحریر ۷۷۸ ہجری کو درویش علی ابن ابوسعید الکچی الحامدی کے ہاتھوں سے پایہ تکمیل کو پہنچی۔

❁ ☆ ❁ ☆ ❁

لمحۂ فکریہ!

نوائے صوفیہ کے قارئین، خریدار، رپورٹرز، مضمون نگار، خطوط لکھنے والے اور صوفیہ نوربخشیہ کے عوام، علماء، بزنس مین، سرکاری عہدیدار، طالب علموں اور تنظیموں کے نام اہم پیغام

آخری صفحہ پر ملاحظہ کیجیے!!!

دامانِ خیال

ہم ایک ہیں

م ش کوروی

فرمانِ خداوندی ہے:

اِنَّ الدِّیْنَ عِنْدَ اللّٰہِ الْاِسْلَامُ ۝

ترجمہ: بلاشبہ اللہ کے ہاں پسندیدہ دین اسلام ہے۔

تمام مسلمان اس امر پر متفق ہیں اور قائل ہیں اور اپنے اپنے انداز کی اس کی تشریح کرتے ہیں۔ دورِ حاضر میں ملت کی اکائی پر زور دیا جاتا ہے۔ بظاہر یہ بہت اچھی بات ہے کہ اتفاق اور اتحاد بین المسلمین کے لیے یہ کہا جائے کہ "ہم ایک ہیں" مگر یہ غیر معمولی اخلاص کا متقاضی ہے۔ اللہ تبارک وتعالیٰ کا ارشاد ہے:

ترجمہ: جو کوئی اللہ کے دین کے سوا کوئی اور دین چاہے سو اسے ہرگز قبول نہیں کیا جائے گا اور وہ آخرت میں نقصان (خسارہ) اُٹھانے والوں سے ہوگا۔ (آیت ۸۵ آل عمران)

یہاں مقامِ غور یہ ہے کہ اللہ کا دین کونسا ہے؟ کلام مجید کے مطالعہ سے پتہ چلتا ہے کہ خدا کی وحدانیت کا اقرار کرے اور سنت نبویؐ کی پیروی کرتے ہوئے احکامات الٰہی کی تعمیل کی جائے۔ یہی اللہ کی چاہت اور اللہ کا دین ہے۔ مگر دورِ حاضر میں لوگوں کو دوسروں کا زیادہ ہی فکر دامن گیر ہوتا جا رہا ہے۔ بندہ خود من چاہا کرتا جاتا ہے۔ اپنا کوئی محاسبہ نہیں دوسروں کا ضرور محاسبہ کرے گا۔

بلاشک وشبہ اسلام ایک ہے۔ اس میں کوئی تفرقہ بازی کی گنجائش نہیں۔ بدقسمتی یہ ہے کہ اسلام کے مختلف فکری گروہ بن گئے ہیں۔ جن میں ہر ایک دعویدار ہے کہ وہی ناجی ہے اور باقی سب ناری۔ یہ کتنی بے انصافی کی بات ہے کہ جماعت کی بنیاد پر ناجی اور ناری کا اطلاق کیا جائے۔ درآں حال کہ جماعت میں ہر نوع کے اعمال کے متحمل افراد ہوا کرتا ہے۔ انصاف کا تقاضہ یہ ہے کہ ہر فرقہ یا مسلک یا جماعت میں سے اچھے کردار اور نیک اعمال کے متحمل افراد پر مشتمل گروہ صاحب نجات ٹھہرے مگر یہ کیا کہ کسی نہ کسی طرح دوسروں کو اپنی جماعت میں شامل کرنے کے لیے دن رات کوشاں رہے۔

بات تو تب تھی کہ کسی غیر مسلمان کو تبلیغ سے دائرہ اسلام میں لے آتے۔ جس کا دائمی فائدہ حاصل ہو جاتا۔ اسلام کے دائرے میں موجود کسی فرقہ سے دوسرے میں تبدیلی مذہب سے کیا حاصل؟ اس سے اپنی ذات کو کیا فائدہ؟ اس سے بہتر یہ ہوتا کہ اپنی فکر کرتا۔ نیک اعمال بجا لا کر زادِ راہ تیار کرتا۔ جس سے احکامات خدا کی تعمیل اور رضائے خداوندی کے حصول کا سامان ہو۔ قرآن حکیم میں ارشاد ہوا ہے کہ:

اے لوگو! اپنے رب کی بندگی کرو جس نے تم کو اور تم سے پہلے والوں کو پیدا کیا ہے تاکہ تم پرہیز گار بن جاؤ۔

ان صریح احکامات خداوندی کو پس پشت ڈال کر نعرہ "ہم ایک ہیں" کے پیچھے سرگرداں ہیں۔ یہاں ایک قصہ حسب حال بیان کروں تو بے جانہ ہوگا۔ وہ قصہ کچھ یوں ہے کہ چار ساتھی ایک سفر پر نکلے۔ جن میں سے دو نوربخشی اور دیگر دو غیر نوربخشی تھے۔ دوران سفر کوئی بات چیت نہیں کر رہا تھا۔ انتہائی خاموشی کے عالم میں سفر طے کیا جا رہا تھا۔ ہم سفروں میں سے ایک نوربخشی نے سکوت توڑنے اور حزب مخالف کا نعرہ "ہم ایک ہیں" کی حقیقت جاننے کے لیے کہہ دیا کہ آپ دونوں مسلک نوربخشی اختیار کیوں نہیں کرتے؟ اس وقت ہم چار میں سے دو مسلک نوربخشی سے تعلق رکھتے ہیں تاکہ ہم ایک ہوں۔

یہ سننا تھا کہ نہ صرف خاموشی کا سلسلہ ٹوٹا بلکہ گرماگرم بحث کا سلسلہ چل پڑا۔ یہاں تک کہ سب منزل پر پہنچ گئے۔ جہاں ایک بڑی شخصیت کے ہاں ملاقات اور کھانے کی غرض سے جانا تھا۔ وہاں

ایک بار پھر مزاح کے طور پر کہہ دیا کہ جناب یہ دو معزز حضرات دوران سفر نوربخشیہ مسلک اختیار کر چکے ہیں۔ یہ سنتے ہی ایک بار پھر ان کا چہرہ لال سرخ ہوا۔ اپنے غم و غصہ کو قابو میں رکھ کر کہنے لگے کہ ''آپ سب لوگ مذہب بدر ہو رہے ہیں۔ ایسے میں ہم کہاں آپ کے مذہب میں آئیں۔ یہ ممکن ہے اور نہ کبھی ایسا ہوگا کہ کوئی اور مذہب کا کوئی فرد نوربخشی بن جائے۔ سب گزشتہ، دوران سفر اور حالیہ طویل بحث و مباحثہ کے حوالے سے یاد دہانی کی گئی۔ آیا دونوں مذہب ایک ہیں؟ جواب ملا کہ ہاں ایک ہے۔

ان سے کہا گیا کہ اگر ایک ہے تو ایک سے دوسرے میں ضم ہونا کیا معیوب؟ اس جماعت میں رہے یا اس جماعت میں، بات ایک سی ہے۔ انہوں نے اپنا موقف دہرایا کہ جب آپ کے لوگ خود مذہب چھوڑ رہے ہیں تو ہم کیونکر مذہب نوربخشیہ میں آ شامل ہوں گے؟ ہمارا نعرہ ''ہم ایک ہیں'' اس لیے تو نہیں کہ ہم اپنا مذہب چھوڑیں بلکہ یہ اس لیے ہے کہ آپ کو اپنی جماعت میں شامل کریں۔

قارئین کرام! اس حقیقت سے پردہ اٹھ گیا ہے کہ نعرہ ''ہم ایک ہیں'' کا فلسفہ کیا ہے۔ اسلام میں تعصب کے لیے کوئی جگہ نہیں ہے۔ تعصب یہ ہے کہ کسی کی حق بات کو جانتے ہوئے محض اس لیے نہ مانے جائے کہ بات کرنے والا فلاں فرقہ یا گروہ سے تعلق رکھتا ہے۔ تعصب کی اس عینک کو اتار کر احکامات خداوند و رسولؐ کی روشنی میں دیکھا جائے تو حق کی پہچان مشکل نہیں۔

اگر اسلام ایک درخت تصور کیا جائے تو اس کی جڑیں، تنے، چھلکے، کانٹے، پھول اور پھل کے علاوہ گٹھلی، گیری اور تیل سب درخت کا ماحاصل ہیں۔ درخت کی حیات کے لیے جس طرح ان سب کی ضرورت ہوتی ہے، اسی طرح اسلام کی بقا کے لیے تمام مذاہب ضروری ہیں۔ جس طرح درخت انسان کے لیے ہے اسی طرح اسلام ذات کے لیے ہے۔ جس قدر اسلام کے احکامات کا عمل بہ تن کر کے جو کچھ حاصل کرے وہی اس کی ذات کے لیے ہے۔ یہ نہیں کہ دور بیٹھ کر اسلام کا نظارہ کرتا ہی رہے اور کچھ حاصل نہ کرے۔ اسلام کی روشنی سے اپنی ذات کو چمکانے کی ضرورت ہے۔

بے عمل داعی اسلام کی مثال جھڑنے والے پھول کی سی ہے جو کسی نتیجہ کے نکلنے سے قبل ہی گر سڑ جاتے ہیں۔ عمل کے بغیر اسلام کا وجود ممکن نہیں۔ کامیاب و کامران ہونے والوں میں شامل ہونے کے لیے ضروری ہے کہ بندے کا مرنا اور جینا سب کچھ اللہ کی رضا کے لیے ہو اور وہ اچھے کردار کے حامل ہوں۔ کامیاب گروہ یا بندگان خاص میں شمار اس صورت میں کیا جائے گا جب بندہ سورۃ بنی اسرائیل کی آیات ۲۳،۲۴ کے تحت والدین سے حسن سلوک اور صرف خدا کی پوجا کرے۔ اسی سورۃ کی آیت نمبر ۱۷ کے احکامات کی تعمیل کرتے ہوئے عہدوں کو پورا کرے۔ الکھف آیت ۲۸ کے تحت عمل خیر کی توفیق مانگے۔ جس میں حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے مخاطب ہو ارشاد فرمایا گیا ہے کہ:

ترجمہ: اور اپنے آپ کو ان کے ساتھ (اہل صفہ) روکے رکھ جو اپنے رب کو صبح و شام پکارتے ہیں اور اللہ کے دیدار کے طالب ہیں ان کو چھوڑ کر تیری آنکھیں دنیا کی زندگانی کے رونق کے پیچھے نہ دوڑیں اور اس کا کہا نہ مان، جس کا دل ہم نے اپنی یاد سے غافل کیا ہے۔ یہ اپنی خوشی کے پیچھے پڑا ہوا ہے اور اس کا کام حد پر نہ رہنا ہے۔ (الکھف ۲۸)

ان آیات مبارکہ میں خداوند قدوس نے دل غافل کر دیے جانے کی خبر بھی دی ہے۔ اس پر توجہ دی جائے۔ یہ ایک ایسے شخص کا قصہ ہے جو خود تو راہ راست سے منحرف تھا اور خود رسول خدا کو اپنے خاص گروہ اصحاب سے منہ موڑانے آیا تھا۔ اس نوع کے لوگ دور حاضر میں بھی بکثرت موجود ہیں۔ جن کا مدعا یہ نہیں کہ مسلک میں شامل کر کے عمل خیر کرایا جائے بلکہ مشقت عمل سے چھٹکارا دے کر سہل پسندی کی طرف راغب کرانا ہے۔ ایسے ہی طرز عمل کے حامل لوگوں کی رہنمائی کے لیے کلام مجید فرقان حمید میں ارشاد فرمایا گیا ہے۔

ترجمہ: اے ایمان والو! اپنی فکر کرو، کسی دوسرے کی گمراہی سے تمہارا کچھ نہیں بگڑتا۔ اگر تم خود راہ راست پر ہو، اللہ کی طرف سب کو لوٹ کر

جاتا ہے۔ پھر وہ تمہیں بتادے گا کہ تم کیا کرتے رہے ہو۔ (آیت ۱۰۵ ۔المائدہ)

اگر کوئی کسی شخص کو جو عملی زندگی گزارنے کا عادی ہے بزور بازو یا دست گر شخص کو اپنی طرح بے عمل ہونے کے لیے اپنے تئیں کوشاں کرے تو کیا یہ عمل قابل مواخذہ نہیں اور کیا خداوند تعالیٰ اس سے بے خبر ہے؟ نہیں ہرگز نہیں بلکہ اس بارے میں واضح آیات قبل از وقت اُتاری گئی ہیں تاکہ بندگانِ خدا کی راہنمائی کی جائے۔

ترجمہ: اور اللہ تمہارے کاموں سے بے خبر نہیں۔ (البقرہ ۸۵)

ترجمہ: اور اللہ دیکھتا ہے جو کچھ وہ کرتے ہیں۔ (البقرہ ۹۶)

اللہ وہ ہے جو ذرہ ذرہ کا حساب رکھتا ہے اور اسی قدر اجر و ثواب سے نوازتا ہے۔ آیت نمبر ۸۵ النساء کا ارشاد ذیل حسب حال ہے فرمایا گیا ہے کہ۔

ترجمہ: جو بھلائی کی سفارش کرے گا وہ اس میں سے حصہ بنائے گا اور جو برائی کی سفارش کرے گا وہ اس میں سے حصہ پائے گا اور اللہ ہر چیز پر نظر رکھنے والا ہے۔

عبارات مذکورہ سے ظاہر ہوا ہے کہ جھوٹ کسی کو بھی روا نہیں۔ خدا کی ذات علیم و خبیر ہے جو نیتوں کو بھی جانتا ہے۔ مبادا انسانوں سے چھپانے کی طرح یہ خیال کرے کہ اللہ تبارک و تعالیٰ سے بھی حال چھپایا جاسکتا ہے۔

قارئین کرام! اللہ تعالیٰ نے جب اپنے حبیب رسول خداؐ سے مخاطب کر کے یہ فرمایا ہے کہ۔

ترجمہ: جس نے رسول کی اطاعت کی اس نے دراصل خدا کی اطاعت کی اور جس نے منہ موڑا تو بہرحال ہم نے تمہیں ان لوگوں پر پاسبان بنا کر نہیں بھیجا۔ (النساء ۸۰)

واضح رہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کو پیغام پہنچانے حکم دیا گیا ہے۔ نگران بننے کی ذمہ داری رسالت پر عائد نہیں تو ایسے میں ہماری کیا حیثیت ہے کہ ہم پاسبان بنتے پھریں اور اپنی

بے عمل داعی اسلام کی مثال جھڑنے والے پھول کی سی ہے جو کسی نتیجہ کے نکلنے سے قبل ہی گل سڑ جاتے ہیں۔ عمل کے بغیر اسلام کا وجود ممکن نہیں۔ کامیاب و کامران ہونے والوں میں شامل ہونے کے لیے ضروری ہے کہ بندے کا مرنا اور جینا سب کچھ اللہ کی رضا کے لیے ہو اور وہ اچھے کردار کے حامل ہو۔

جماعت میں شامل ہونے پر جنت کے حصول کی ذمہ داری لیں۔ یہ امر بڑی مجرمانہ دیدہ دلیری ہے۔ ان کلمات کا مقصود صرف یہ ہے کہ بندوں میں خود آگاہی پیدا کرنے کی اپنی ایک ادنیٰ کوشش کی جائے۔ خبردار! اپنے بھاری بوجھ پر مستزاد غیروں کا مزید بوجھ اٹھانے کی جسارت نہ کریں۔ راستہ کٹھن اور مشکل ہونے کے ساتھ کوئی متبادل راستہ نہیں۔ جہاں سے فرار اختیار کرسکو۔ یوم الدین کو فیصلہ بادشاہ کل اور خالق کائنات نے کرنا ہے جس کے خوف سے آئمہ دین کانپتے تھے اور جس کے خوف سے ان کے چہرے کا رنگ پیلا پڑ جاتا تھا۔ حالانکہ وہ معصوم بالذات اور محبوبانِ خدا تھے۔ اس لیے گناہ گاروں کو آخرت کے حوالے سے اس منظر کو پڑھ کر فکر ذات کرنا چاہیے۔ وہ منظر جسے جیتن حیات دیکھنا اور قیامت سے پہلے اپنا احتساب کرنا مفید ثابت ہوسکتا ہے وہ ذیل آیت قرآنی میں حق تعالیٰ نے بیان فرمایا ہے۔

ترجمہ: اور گنہگار آگ کو دیکھیں گے پھر وہ سمجھ جائیں گے کہ ان کو اس سے لڑنا ہے مگر اس سے راستہ نہ بدل سکیں گے۔ (الکھف ۵۳)

سورہ مریم میں اللہ کا ارشاد ہے کہ:

ترجمہ: سمجھ رکھنے والوں کی اللہ سمجھ میں اضافہ کرتا ہے اور باقی رہنے والی نیکیاں ہیں۔ جو تیرے رب کے (پاس) ہاں بہتر بدلہ اور بہتر لوٹ جانے کی جگہ ہے۔ (مریم ۷۶)

خداوند قدوس نے خود تعلیم دی ہے کہ اللہ کو خوف اور امید سے طلب کرو۔ جو بخشنے والا مہربان ہے۔ چنانچہ سورۃ لاعراف میں ارشاد ہوا ہے کہ:

ترجمہ: اللہ کو خوف اور توقع سے پکارو۔ بے شک نیک کام کرنے والوں سے اللہ کی رحمت نزدیک ہے۔ (الاعراف ۵۶)

ان کلمات کے بعد میری دعا ہے کہ اللہ ہم سب کو فکرِ عالم سے زیادہ فکرِ ذات کی توفیق دے۔ آمین

افکار نو کے پرچم

قمار

اقبال نیازی تھلے
مدرسہ شاہ ہمدان سکردو

یہ شیطانی کام قرآن وحدیث کی رُو سے سخت ممنوع ہے۔

ارشاد رب العزت ہے۔

إِنَّمَا الْخَمْرُ وَالْمَيْسِرُ وَالْأَنصَابُ وَالْأَزْلَامُ رِجْسٌ مِّنْ عَمَلِ الشَّيْطَانِ فَاجْتَنِبُوهُ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُونَ٥

ترجمہ: شراب ،قمار،انصاب (بتوں) اور تیروں کے ذریعہ قرع نکالنا گندگی اور شیطانی کام ہیں۔ان سے بچو۔ اس طرح توقع ہے کہ تم فلاح پاؤ گے۔

امام محمد باقر علیہ السلام نے اس آیت کی تفسیر میں فرمایا: قمار سے مراد نرد ہے۔شطرنج اور جیتنے ہارنے کے تمام کھیل اور''نصاب'' وہ بت ہیں جن کی مشرکیں پرستش کرتے تھے۔ان کی خرید وفروخت اور ان سے نفع حاصل کرنا حرام اور اللہ تعالیٰ کی طرف سے سخت ممنوع ہے۔یہ کام شیطانی کام ہیں اور گندگی ہے۔اللہ تعالیٰ نے شراب اور جوئے کو بتوں کا ساتھی قرار دیا ہے۔امام جعفر صادق علیہ السلام نے اس آیت کی تفسیر کرتے ہوئے فرمایا: بتوں کی گندگی شطرنج ہے اور شیطانی گفتگو گانا بجانا ہے۔ابراہیم نے حضرت امام علی نقی علیہ السلام کو لکھا آنجناب اگر مناسب سمجھیں تو اس آیت کی تفسیر بیان فرمائیں۔لوگ تم سے شراب اور قمار کے بارے میں پوچھتے ہیں۔کہہ دو ان میں لوگوں کیلئے منافع ہیں لیکن ان کا گناہ ان کے نفع سے زیادہ ہے میں آپ کے قربان!بتایئے قمار کیا ہے؟ حضرت نے جواب میں تحریر فرمایا ہر جیت ہار والا کھیل قمار ہے اور ہر مست کرنیوالی چیز حرام ہے۔پیغمبر اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا شطرنج کھیلنے والا ملعون ہے اور جو آدمی اس کھیل کا تماشا کرے وہ اس آدمی کی مانند ہے۔جو سور کا گوشت کھاتا ہے۔جو آدمی نرد کھیلتا ہے وہ خدا کا نافرمان ہے۔یہ ہار جیت کے کھیل جو تمہارے درمیان رائج ہیں ان سے پرہیز کرو کیونکہ یہ اہل عجم کا تماش ہیں۔

لغت میں قمار کے معنی جیتنے اور ہارنے کے ہیں یعنی ہر وہ کھیل جو شرط کے ساتھ کھیلا جائے اور جیتنے والا ہارنے والے سے کوئی چیز وصول کرے اس بارے میں مندرجہ ذیل چند باتوں اور پھر حکم شرعی پر نظر ڈالیں:

۱)۔ایسا کھیل جو آلات کے ذریعے کھیلا جائے اور یہ آلات جیتنے ہارنے اور پیسوں کی شرط لگانے کیلئے تیار کئے جائیں۔

۲)۔وہ کھیل جو آلات اور وسائل کے ذریعے کھیلا جائے بغیر اس کے کہ جیتنے ہارنے پر کوئی چیز وصول کی جائے۔

۳)۔ایسے آلات ووسائل کے ساتھ کھیلنا جو جیتنے ہارنے کے مقصد سے بنائے گئے ہوں۔جیسے گیند اور انگشتری وغیرہ اور اس کھیل پر کوئی چیز وصول کرنا مندرجہ بالا آلات و وسائل کے ساتھ کھیلنا کوئی چیز وصول کئے بغیر۔

اس طرح موضوع کے اعتبار سے انسانی عمل کی چار قسمیں ہیں لیکن حکم کی اعتبار سے پہلی اور تیسری قسم طرفین کے لیے گناہ و معصیت اور جو مال لیا جائے وہ حرام ہے اور بلا تردید یہ جوا اور جیتنا ہارنا ہے اور دوسری قسم کے بارے میں احتیاط اور تامل سے کام لینا چاہئے

اور تمہیں خدا کی یاد اور نماز سے باز رکھتا ہے (ان تمام مفاسد کے پیش نظر) اس کام سے دور ہو رہنا چاہیے۔ میں نے امام محمد باقرؑ سے جوے میں استعمال ہونے والے ان آلات و وسائل کے بارے میں سوال کیا جن کا استعمال عام ہے۔آپؑ نے فرمایا: جس وقت اللہ تعالیٰ حق اور باطل کو جدا کرے گا تو یہ کھیل کس طرف ڈالے جائیں گے؟ میں نے کہا باطل کی جانب۔ آپؑ نے فرمایا پھر تجھے باطل سے کیا سروکار؟

> اللہ نے شراب، قمار، انصاب (بتوں) اور تیروں کے ذریعہ قرعہ نکالنا سے سختی سے منع کیا ہے۔ قمار سے مراد نرد ہے جبکہ شطرنج سے مراد شرط کے ساتھ جیتنے یا ہارنے کے تمام کھیل کو کہتے ہیں۔ شطرنج کی فروخت حرام ہے اس کی کمائی کھانا گناہ ہے اور اس کا فراہم کرنا ناجائز ہے۔ اس کھیل کو دیکھنے والا، کھیلنے والا اور کھیلنے والوں کو سلام کرنے والا سب برابر ہیں۔

حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا ماہِ مبارک رمضان ہر رات اللہ تعالیٰ ایک جماعت کو آگ سے نجات عطا فرماتا ہے لیکن شطرنج باز اس عنایت ربانی سے محروم رہتا ہے۔ آنجناب سے لوگوں نے شطرنج کے متعلق سوال کیا۔ آپ علیہ السلام نے فرمایا مجوسیوں کے اس طریقے کو ان ہی کے لیے چھوڑ دو۔ اس پر خدا کی لعنت ہو۔ دوسری روایت میں آپؑ نے فرمایا پیغمبر صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے شطرنج اور نرد کھیلنے سے منع فرمایا ہے۔ عبدالواحد کہتے ہیں۔ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے پوچھا۔ کیا شطرنج جائز ہے؟ آپ علیہ السلام نے فرمایا مومن کھیلوں کی طرف رُخ نہیں کرتا اور آپ علیہ السلام نے فرمایا۔ شطرنج ایک ناجائز اور فضول کھیل ہے۔ ایک اور روایت میں آپؑ نے فرمایا۔ شطرنج قمار ہے اور نرد بھی قمار ہے۔

شطرنج کی فروخت حرام ہے اس کی کمائی کھانا گناہ ہے اور اس کا فراہم کرنا ناجائز ہے۔ جس آدمی کے ہاتھ شطرنج میں مصروف ہوں اس کی مثال اس آدمی کی ہے جس نے اپنے ہاتھ سور کے گوشت میں ڈال رکھے ہوں ۔اس کھیل کو دیکھنے والا، کھیلنے والا اور کھیلنے والوں کو سلام کرنے والا سب برابر ہیں۔ شطرنج کھیلنے والوں کی محفل میں بیٹھنا گویا آگ میں بیٹھنا ہے۔ اس کھیلنے میں گزرنے والے لمحات قیامت کے دن حسرت کا سبب بنیں گے۔ فریب خوردہ شطرنج باز کی محبت سے پرہیز کرو کیونکہ شطرنج کی محفل میں شریک ہونے والوں پر عذاب خدا نازل ہوتا ہے۔ ان پر کسی بھی وقت عذاب نازل ہونے کا خوف ہے۔ اگر عذاب آیا تو تجھے بھی اپنی لپیٹ میں لے لے گا۔

اہل بصرہ سے ایک آدمی امام موسیٰ ابن جعفرؑ کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کی میری جان آپ پر نثار ہو، میں شطرنج بازوں کی محفل میں بیٹھا کرتا ہوں جب کہ خود اس کھیل میں شریک نہیں ہوتا، صرف میں تماشہ کرتا ہوں۔ حضرتؑ نے فرمایا! تجھے ایسی مجلس سے کیا سروکار، جس میں شرکت کرنے والوں پر نظر ڈالنا بھی اللہ تعالیٰ پسند نہیں فرماتا۔

امام موسیٰ بن جعفرؑ نے فرمایا جیتنے اور ہارنے کا ہر ذریعہ قمار ہے

یاسر خادم کہتے ہیں ، میں نے امام رضا علیہ السلام سے پوچھا: جوا کیا ہے؟ آپ علیہ السلام نے فرمایا ہر وہ کھیل جس میں شرط باندھ کر کوئی چیز لیتے ہیں ۔ایک دوسری روایت میں آپ علیہ السلام نے فرمایا۔ انگشتری بازی اور ہارنے جیتنے والے ہر کھیل سے پرہیز کرو، حتیٰ کہ اخروٹ بادام اور کیسوں کے ساتھ جو بچوں کے کھیل ہیں جوا کھیلنے سے پرہیز کرو۔

اللہ تعالیٰ ہمیں قرآن و حدیث کی تعلیمات پر عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔

افکار نو کے پرچم

قرآن انسان کے لیے قیمتی سرمایہ

سجاد حسین سرموی
مدرسہ شاہ ہمدان سکردو

❁ قرآن اللہ کا آخری اور ایسا بے مثل کلام ہے کہ اس جیسا کلام بنایا ہی نہیں جاسکتا۔

❁ قرآن اپنے سچا ہونے کے خود علمی، عقلی (کائنات کے)، سائنسی اور (اقوام عالم کے) تاریخی حقائق پر مبنی ثبوت مہیا کرتا ہے۔

❁ قرآن کو غور وفکر کے ساتھ پڑھنے والے اہل ایمان پر اللہ سبحان کی طرف سے رحمت کا نزول ہوتا ہے۔

❁ قرآن انسان کو ہر قسم کے حقائق سے روشناس کرتا ہے اور بندوں کو ان کی زندگی کے مقصد سے آگاہ کرتا ہے اور ساتھ ہی اس مقصد کو حاصل کرنے کے طریقے بھی بتاتا ہے۔

❁ قرآن کی تعلیمات پر عمل کرنا اہل ایمان پر کچھ دشوار نہیں ہے۔

❁ قرآن کو ایمان اور اس پر عمل کرنے کی نیت سے پڑھنے والا کبھی بھی بھٹکتا نہیں ہے۔

❁ قرآن انسانوں کو تمام دکھوں، خطرناک عذابوں اور تکلیفوں سے بچنے کا علم عطا کرتا ہے۔

❁ قرآن انسان میں اسی دنیا میں آنے والے تمام مصائب اور پھر پریشانیوں کا مقابلہ کرنے کا حوصلہ پیدا کرتا ہے۔

❁ قرآن بندوں کو جہالت کے اندھیروں سے نکال کر حقائق کی روشنی میں لاتا ہے۔

❁ قرآن قیامت تک آنے والے انسانوں کے لیے رہنما اور ضابطہ حیات ہے۔

❁ قرآن کی سچائی کی پہچان کا واحد ذریعہ یہ ہے کہ باطل اس کے قریب بھی نہیں پھٹکتا۔

❁ قرآن دلوں کے امراض، غم، حسد، بغض، کینہ، لالچ، خوف، مایوسی اور پریشانی کا شافی اور یقینی علاج ہے۔

❁ قرآن کی حفاظت کا خود اللہ تعالیٰ نے ذمہ لے رکھا ہے اور اس میں کئے گئے وعدوں کو اللہ تعالیٰ پورا فرمائے گا۔

❁ قرآن ہمارے دکھوں مصائب اور کمزوریوں کا نہ صرف علاج کرتا ہے بلکہ راحت اور عزت سکون اور خوشی اور ہمیشہ کا عیش پانے کی ضمانت بھی دیتا ہے۔

❁ قرآن وہ مقدس کتاب ہے کہ جو فضیلت اللہ تعالیٰ نے اسی کتاب کو دی ہے کسی اور کتاب کو حاصل نہیں۔

❁ قرآن بنی نوع انسان کو امن وسلامتی کا پیغام، آزادی، حریت، مساوات، محبت، ہمدردی، اخوت اور حق وباطل کی پہچان کا درس دیتا ہے اور ثابت کرتا ہے کہ کالے کو گورے پر، گورے کو کالے پر، عربی کو عجمی پر اور عجمی کو عربی پر کوئی فوقیت حاصل نہیں۔

❁ قرآن مجید بنی نوع انسان کے لیے رشد وہدایت کا سرچشمہ ہے یہ علم وحکمت سے بھری ہوئی کتاب ہے یہ اپنے پیغام، اپنی زبان، اپنے اسلوب بیان، فصاحت وبلاغت کے اعتبار سے بے نظیر ہے۔ دنیا کی کوئی بھی طاقت اس کا مقابلہ نہیں کرسکتی۔

❁ قرآن اللہ تعالیٰ کی آخری کتاب ہے۔ یہی کتاب قیامت تک آنے والے انسانوں کے لیے ہدایت کا ذریعہ ہے۔

❁ ☆ ❁ ☆ ❁

افکارِ نو کے پرچم

آسمانی کتابوں کا خلاصہ آٹھ مسائل میں

بشارت علی ساحر

خاتم الاصم سے روایت ہے کہ ایک دن مجھ سے میرے استاد محترم حضرت شقیق بلخیؒ نے دریافت فرمایا کہ آپ نے میری شاگردی میں کتنا عرصہ گزارا؟ میں نے جواب دیا تیس سال۔ انہوں نے پوچھا کہ آپ نے اس طویل مدت میں مجھ سے کیا سیکھا؟ میں نے جواب دیا آٹھ مسائل۔ ”انہوں نے“ اناَّ اللہِ وَاناَّ الیہِ رَاجِعُوْن کہا اور مجھے آٹھ مسائل بتادیے۔

۱۔ میں نے دیکھا کہ دنیا میں پھر پھر کر کوئی کسی نہ کسی کی محبت میں گرفتار ہے اور ہر ایک نے اپنے لیے ایک محبوب بنا رکھا ہے اور ہر ایک کا محبوب صرف قبر تک اس کے ساتھ دیتا ہے۔ میں نے سوچا کہ کیوں نہ ایسا محبوب ڈھونڈوں کہ موت کے بعد بھی ساتھ دے لہٰذا میں نے نیک اعمال کو اپنا محبوب بنایا۔

۲۔ ہر مسلمان جنت میں جانے کی خواہش رکھتا ہے۔ میری بھی یہی خواہش ہے لیکن جنت میں جاؤں کیسے؟ میری نظریں قرآن مجید کی اس آیت پر پڑھی۔

وامامن خاف مقا ربه ولهسنى النفس عن الهوا فان الجنة لهى الماواه

ترجمہ: جو اپنے رب کے ساتھ ملاقات کرنے سے ڈرا اور نفس کو خواہشات سے منع کیا پس تحقیق اس کا ٹھکانہ جنت ہے۔ لہٰذا میں نے نفس کو خواہشات سے منع کیا اور اللہ تعالیٰ کی اطاعت پر مجبور کیا تاکہ جنت حاصل کرسکوں۔

۳۔ میں نے دیکھا کہ ہر انسان کے پاس کچھ چیزیں ہوتی ہیں اور وہ ان چیزوں کی حفاظت کرتا ہے لیکن وقت کے ساتھ ساتھ وہ چیزیں یا تو ختم ہوجاتی ہیں یا اس کی موت کے بعد دوسرے لوگوں کے فیصلے میں آجاتی ہیں۔ میں نے قرآن کی یہ آیت پڑھی ”وعند کم نبفد وما عند الله باق“ ترجمہ: جو چیزیں تمہارے پاس ہیں یہ ختم ہوجائیں گی اور خدا کے پاس جو چیزیں ہیں وہ باقی رہیں گی۔ لہٰذا میرے پاس جتنی چیزیں تھی میں نے خدا کے راستے میں دے دیں تاکہ خدا کے پاس محفوظ ہوجائیں۔

۴۔ میں نے دیکھا کہ ہر انسان مال و دولت اور نسب کو معیار عزت قرار دیتا ہے اور ان پر فخر کرتا ہے۔ میں نے قرآن کی یہ آیت پڑھی ”اِنَّ اَکْرَمَکُمْ عِندَ اللّٰہِ اَتْقَاکُمْ“ ترجمہ: خدا کے نزدیک تم میں زیادہ عزت والا وہ ہے جو متقی ہے۔ لہٰذا میں نے تقویٰ اختیار کیا تاکہ خدا کے ہاں عزت والا ہوجاؤں۔

۵۔ میں نے دیکھا کہ لوگ مال و دولت کے حصول میں ایک دوسرے سے حسد کرتے ہیں اور مال و دولت میں سبقت لے جانے کے لیے ایک دوسرے سے بغض رکھتے ہیں۔ میں نے قرآن مجید کی یہ آیت پڑھی۔ ”نحن قسمنا بينهم معيشتهم فى العباة الدينا“ ترجمہ: اللہ تعالیٰ نے اس دنیاوی زندگی میں ان کے درمیان معیشت تقسیم کی ہے۔ لہٰذا میں نے سوچا کہ جب قسمت خدا کے ہاتھ میں ہے اور معیشت پہلے ہی سے انسانوں میں تقسیم ہے تو پھر میں دوسروں کے

لیے کیوں حسد اور دشمنی کروں۔

۶۔ میں نے دیکھا کہ ہر انسان کا کوئی نہ کوئی دشمن ہوتا ہے۔ میں نے قرآن مجید میں یہ آیت پڑھی۔ "ان الشیطان لکم عدو افعدون عدوا" ترجمہ: بے شک شیطان تمہارا دشمن ہے پس اس کے ساتھ دشمنی کرلو۔ لہٰذا میں نے انسانوں کے بجائے شیطان سے دشمنی رکھی جو ہمارا ازلی اور حقیقی دشمن ہے۔

۷۔ میں نے دیکھا کہ ہر انسان رزق کے پیچھے سرگردان پھر رہا ہے اور رزق کے حصول میں حلال وحرام کو نہیں دیکھتا۔ میں نے قرآن مجید کی یہ آیت پڑھی۔ "وما من دابته الا علی اللہ رزقھا" ترجمہ: ہر جاندار کے رزق کا ذمہ اللہ تعالیٰ نے لیا ہے۔ لہٰذا میں نے سوچا کہ میں بھی ایک جاندار ہوں اور مجھے رزق دینا خدا کا کام ہے پھر میں روزی کے حصول میں اپنے آپ کو کیوں تھکاؤں۔ پس میں اس کام میں مشغول ہوگیا جو خدا نے میرے ذمہ لگایا ہے یعنی عبادت۔

۸۔ میں نے دیکھا کہ ہر انسان مال ودولت یا نسب کو سہارا سمجھتا ہے کہ یہ دونوں چیزیں مشکل وقت میں اس کے کام آئیں گے۔ پھر میں نے قرآن مجید کی یہ آیت پڑھی۔ "ومن یتوکل علی اللہ فھو حسبہ" ترجمہ: جو انسان خدا پر توکل رکھتا ہے خدا اس کے لیے کافی ہو جاتا ہے۔ لہٰذا میں نے خدا پر توکل کیا اور وہ میرے لیے کافی ہے۔

حضرت شفیق بلخیؒ نے فرمایا! میں نے تورات، زبور، انجیل اور قرآن پاک کا مطالعہ کیا ہے اور ان چار آسمانی کتابوں کا خلاصہ ان آٹھ مسائل میں ہے۔ پس جس نے یہ آٹھ مسائل سیکھے اس نے چار آسمانی کتابیں سیکھیں۔

لہٰذا تمام قارئین سے میری گزارش ہے کہ بحیثیت مسلمان اور قرآن کے ماننے والے ہمیں چاہیے کہ ان آٹھ مسائل کے بنیاد پر ہم بھی اپنی زندگی گزاریں۔ اسی میں ہماری بھلائی اور نیک انجام ہوگی۔ میری دعا ہے کہ اللہ پاک ہم سب کو بحیثیت امتی محمدیؐ اپنی زندگی کو ان آٹھ مسائل کی بنیاد پر صرف کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔

آمین ثمہ آمین!

بقیہ: والدین کے حقوق اور اولاد کی ذمہ داریاں

اس احسان کو یاد رکھے اور والدین کی خدمت میں کوئی کسر نہ چھوڑے اسی طرح کا مفہوم ایک اور مقام پر وارد ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے "ہم نے انسانوں کو ماں باپ کے ساتھ اچھا سلوک کرنے کی تاکید کی۔ اس کی ماں نے تکلیف اٹھا کر اسے پیٹ میں رکھا، تکلیف اٹھا کر جنا اور پیٹ میں اٹھانے اور دودھ پلانے کی یہ مدت ڈھائی سال ہے۔" (سورہ احقاق، آیت نمبر ۱۵)

قرآن کریم نے یوں تو ماں باپ دونوں کے ساتھ اچھا سلوک کرنے کی تاکید ہے لیکن خصوصیت کے ساتھ ماں کے پیہم دکھ اٹھانے، مشکلات جھیلنے کا نقشہ بڑے ہی اثر انگیز انداز میں کھینچا ہے اور نہایت ہی خوبی کے ساتھ نفسیاتی انداز میں اس حقیقت کی طرف اشارہ کیا ہے کہ باپ کے مقابلے میں ماں تمہاری خدمت کی زیادہ مستحق ہے۔ اگرچہ بچہ کی نگہداشت، پرورش، خدمت اور تعلیم وتربیت وغیرہ میں ماں کے ساتھ باپ بھی شریک ہے۔ لیکن حمل، وضع حمل اور رضاعت کی تکلیف تنہا ماں برداشت کرتی ہے۔ حمل کا بوجھ اٹھانا موت وحیات کی کشمکش سے گزر کر بچہ کو جنم دینا اور اپنے خون کو دودھ بنا کر بچے کو پلانا، اور اس عرصے میں سخت احتیاط کی زندگی گزارنا آسان کام نہیں ہے۔ چنانچہ اسی لیے بیٹے پر باپ سے زیادہ ماں کی خدمت کی ذمہ داری ہے۔ اسی سے متعلق رسول اللہؐ کا فرمان مبارک بڑے واضح انداز میں وارد ہے "ایک شخص رسول اقدس کی خدمت میں آیا اور پوچھا یا رسول اللہؐ میرے نزدیک نیک سلوک کا سب سے زیادہ مستحق کون ہے؟ آپؐ نے فرمایا تیری ماں۔ اس نے دوبارہ پوچھا کون ہے؟ آپؐ نے فرمایا تیری ماں۔ اس نے پھر پوچھا کون ہے؟ آپؐ نے فرمایا تیری ماں اس نے کہا پھر کون ہے؟ تو آپؐ نے ارشاد فرمایا تیرا باپ۔"

امید ہے جو کچھ والدین کے حقوق کے بارے میں لکھا گیا ہے اولاد کو ان کی اہم ذمہ داریاں سمجھنے کے لیے مشعل راہ ثابت ہوں گی۔ انشاء اللہ!

افکارِ نو کے پرچم

بچوں کی تعلیم و تربیت

ایم ایچ بلغاری

قرآن مجید میں ارشاد ربانی ہے:

فَاَقِمْ وَجْهَكَ لِلدِّيْنِ حَنِيْفًا فِطْرَةَ اللّٰهِ الَّتِيْ فَطَرَ النَّاسَ عَلَيْهَا o

ترجمہ: اپنا رخ دین مستقیم کی طرف کرلو وہی دین کہ جو فطرت الٰہی کا حامل ہے اور وہی فطرت کہ جس کی بنیاد پر اس نے انسان کو خلق فرمایا ہے۔ (روم۔۳۰)

ہر بچہ فطری طور پر خدا پرست ہوتا ہے لیکن خارجی عوامل اثر انداز ہو جائیں تو صورت بدل جاتی ہے جیسا کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

كُلُّ مَوْلُوْدٍ يُوْلَدُ عَلٰى فِطْرَةِ الْاِسْلَامِ الخ یعنی ہر بچہ فطرت اسلام پر پیدا ہوتا ہے مگر بعد ازاں اس کے ماں باپ اسے یہودی عیسائی یا مجوسی بنادیتے ہیں۔

دور حاضر میں جہاں انسان نے مادیت میں اس قدر ترقی کی ہے اب وہ خلائی سفر کامیابی سے انجام دیتے ہوئے نظام شمسی میں دیگر سیارگان پر کمندیں ڈال رہا ہے وہاں وہ اقدار انسانی میں مسلسل انحطاط کے مسئلہ سے بھی شدت سے دوچار ہے۔ ظاہر ہے کہ یہ مادی ترقی مادی تعلیم کے حصول کا منطقی نتیجہ ہے لیکن اقدار کی ترقی میں ایک اور چیز بھی ناگزیر ہے جس کو تربیت کہتے ہیں یہ انسان کی ایسی ضرورت ہے جو "مہد" یعنی ماں کی گود سے شروع ہوتی ہے اور یہ وہ کیفیت ہے جس کی عدم موجودگی مادی تعلیم کے باوجود انسان کو اس سطح پر لے آئی ہے جہاں مادی علوم کی ترقی کا عملی مقصد مخالفین کی حیات کو صفحہ ہستی سے یکسر مٹا دینا ہے۔

تربیت کا مفہوم:

تربیت کے لغوی معنی پالنا پوسنا ہے لیکن اصلاحی معنوں میں سیرت و شخصیت کو سنوارنا تربیت کہلاتا ہے۔ تربیت کا مقصد دراصل بچوں کو بتدریج ان اوصاف کا حامل بنانے میں مدد دینا ہے جو دین اور دنیا میں ان کی فلاح و کامرانی کے لیے ضروری ہیں تربیت انسانی صلاحیتوں میں نکھار پیدا کرتی ہے اس سے انسان کی سوچ کی راہیں متعین ہوجاتی ہیں اور وہ عملی زندگی میں بہتر کارکردگی کا مظاہرہ کرسکتا ہے۔ ضروری ہے کہ تربیت ایک سوچے سمجھے اور دقیق پروگرام کے تحت انجام پائے تاکہ کامیابی کے ساتھ نتیجہ بخش ثابت ہو۔ تربیت میں صرف وعظ ونصیحت اور ڈرانا دھمکانا ہی کافی نہیں بلکہ چاہیے کہ تمام حالات اور شرائط مقصد کے مطابق فراہم ہوں تاکہ مقصد حاصل ہو سکے۔ تربیت کے لیے بہترین زمانہ بچپن کا ہے کیونکہ بچے نے ابھی پوری شکل اختیار نہیں کی ہوتی ہے اور ہر طرح کی تربیت کے لیے آمادہ ہوتا ہے۔ یہ حساس اور اہم ذمہ داری پہلے مرحلہ پر ماں باپ کے ذمے ہیں لیکن تربیت ایک سہل اور سادہ سا کام نہیں ہے بلکہ ایک انتہائی ظریف و حساس فن ہے کہ جس کے لیے کام کی شناخت، کافی اطلاعات، تجربات، بردباری اور حوصلہ وعزم کی ضرورت ہے۔

بچوں کی تعلیم وتربیت پر اثر انداز ہونے والے کردار:

بچوں کی تعلیم وتربیت پر جو کردار نمایاں اثر چھوڑتے ہیں ان میں تین یہ ہیں۔

۱۔ ہم جولی ۲۔ والدین ۳۔ اساتذہ

۱۔ ہم جولی:

ہم جولیوں کا گروہ ایسا گروہ ہوتا ہے جس میں عمر، معاشرتی رتبے اور حیثیت کے لحاظ سے تمام بچے مساوی ہوتے ہیں۔ ہر عمر کے بچے اپنے ہم جولی تلاش کرلیتے ہیں۔ اگرچہ بچپن کا دور زیادہ تر

والدین اور افراد خانہ پر انحصار ہوتا ہے لیکن پھر بھی ہم جولی کی اپنی ایک حیثیت اور اہمیت ہے جس سے انکار ممکن نہیں۔ ہم جولیوں کی زیادہ تر ضرورت کھیل کود کے لیے ہوتی ہے۔ شروع شروع میں یہ انتخاب بڑا محدود ہوتا ہے لیکن عمر بڑھنے کے ساتھ ساتھ اس کا دائرہ کار بھی وسیع ہوتا چلا جاتا ہے۔

بچے کی صحیح تعلیم و تربیت اور متوازن نشوونما کے لیے ہم جولیوں کی اشد ضرورت ہوتی ہے ہم جولیوں کے انتخاب کا معیار اس کی پسند ہے بچہ جس قسم کے جغرافیائی ماحول میں رہتا ہے اسی قسم کے اسے ہم جولی میسر ہوں گے جن سے وہ بہت گہرا اثر قبول کرتا ہے۔ بچے کے لیے ہم جولیوں کے انتخاب کے سلسلے میں والدین اساتذہ پر بہت بڑی ذمہ داری عائد ہوتی ہے لیکن یہ بات یاد رہے کہ بچے کی پسند کے خلاف اسے مجبور نہیں کیا جا سکتا کہ وہ کس قسم کے بچوں کے ساتھ اپنا میل جول رکھے بعض اوقات یہی ہم جولی والدین اور سکول کے لیے کئی مسائل کھڑے کر دیتے ہیں۔ بچہ اپنے ساتھیوں سے کئی قسم کی غیر پسندیدہ عادات سیکھ سکتا ہے لیکن اگر اچھے ہم جولی مل جائیں تو اساتذہ اور والدین دونوں کی کوششیں بار آور ہوں گی ورنہ دونوں کو بڑی دشواریاں پیش آتی ہیں۔

ہر بچہ فطرتِ اسلام پر پیدا ھوتا ھے مگر بعد ازاں اس کے ماں باپ اسے یھودی عیسائی یامجوسی بنادیتے ھیں۔

۲۔ والدین:

بچوں کی بگاڑ پر سب سے زیادہ اثر انداز والدین ہی ہوتے ہیں کیونکہ بچوں کی شخصیت میں وہی رنگ و روغن بھرتے ہیں۔ شکل و صورت کی طرح اخلاق و عادات، خیالات، معتقدات، جذبات و میلات تک والدین ہی کا اثر ہوتا ہے۔ بچے جو کچھ والدین خصوصاً ماں کی گود میں سیکھ لیتے ہیں ساری زندگی اس کی گہری چھاپ برقرار رہتی ہے اس لیے والدین میں سے خصوصاً ماں کا پاک باز ہونا انتہائی ضروری ہے کیونکہ نیک سیرت ماؤں کی گود سے دیندار اولاد پروان چڑھتی ہیں۔ لیکن آج کل کی ایسی ماؤں کی کمی کی وجہ سے ہمارے بچے اور بچیاں دین سے بیگانے ہیں انہیں بے لگام گھوڑوں کی طرح چھوڑ دیے گئے ہیں وہ کسی قسم کی سوسائٹی میں پھر رہے ہیں اور ان کے ذہنوں میں کسی قسم کے نقوش نقش ہو رہے ہیں۔ اس بارے میں ہم کلیتا غافل ہیں اگر ہماری یہی غفلت رہی تو فرمان الٰہی قُوْٓا اَنْفُسَكُمْ وَاَهْلِيْكُمْ النَّارَ اور ارشاد نبویؐ کلکم راعٍ وَكُلُّكُمْ مَسْئُوْلٌ عَنْ رَعِيَّتِهٖ کا کل میدان حشر میں کیا جواب دو گے؟

۳۔ اساتذہ:

بچوں کی تعلیم و تربیت کے سلسلے میں استاد نہایت اہم کردار ادا کرتا ہے بچے والدین سے جو توقعات رکھتے ہیں سکول میں استاد سے بھی ایسے ہی رویے کے متمنی ہوتے ہیں ان کی یہ زبردست خواہش ہوتی ہے کہ استاد ان میں خصوصی دلچسپی لے ان کے کام کی تعریف کرے اور ان کے ساتھ مشفقت سے پیش آئے۔ جو استاد بچوں کے دل میں خوف اور مایوسی پیدا کرتا ہے وہ بچوں کو تعلیم سے متنفر کر دیتا ہے استاد بچے کے لیے ایک نمونہ ہوتا ہے۔ بچہ بغیر سوچے سمجھے استاد کی تقلید کرتا ہے۔ ایک شفیق استاد بچوں کے دل میں جیت لیتا ہے جس کی بدولت سکول سے ان کی دلچسپی بڑھتی ہے اور ان کی صحیح خطوط پر تربیت کے امکانات روشن ہو جاتے ہیں۔

جدید نظریہ تعلیم نے بچوں کو عمل تعلیم میں مرکزی حیثیت دے کر اساتذہ کی ذمہ داریوں میں مزید اضافہ کر دیا ہے کیونکہ ان کا کام صرف تدریس ہی نہیں بلکہ تعمیر شخصیت بھی ہے۔ بچوں کی شخصیت کی تعمیر کے لیے معلم کی ذاتی خوبیاں مثلاً خلوص، ہمدردی، شفقت، علمی برتری اور اپنے پیشے سے محبت از حد ضروری ہیں۔ نئی نسل کو زیور تعلیم سے آراستہ کرنا اس کا اولین فریضہ ہے۔ بچوں کے کردار کی تشکیل اور شخصیت کی تعمیر میں اس کا حصہ والدین سے زیادہ ہے۔ استاد بچوں کو محض معلومات ہی فراہم نہیں کرتا بلکہ

باقی صفحہ نمبر 39 پر

غنچہ ہائے نو شگفتہ

بچوں کا نوائے صوفیہ

ظفر علی آخوند

مالدیپ میں بلتی:

بلتی مالدیپ کا ایک شہر ہے۔ یہ شہر رقبہ اور معاشی حوالے سے دوسرا بڑا شہر ہے۔ یہ مالدیپ کے ان پانچ بڑے شہروں میں شامل ہے جنہیں میونسپلٹی کا درجہ ملا ہوا ہے۔ اور اس شہر کو شمالی دارالحکومت بھی کہا جاتا ہے۔ یہ ملک کے شمال کا ایک اہم صنعتی، ثقافتی، تجارتی اور ذرائع آمد ورفت کا مرکز ہے۔ بلتی دارالحکومت چیسناؤ سے 127 کلومیٹر شمال میں دریائے راوت کے کنارے ایک پہاڑی علاقے میں واقع ہے۔

(انچ جان مدی چھوربٹ)

ارشادات حضرت جنید بغدادیؒ:

☆ اللہ تعالیٰ اپنے نیک بندوں سے دو علم چاہتا ہے ایک یہ کہ وہ اپنی عبودیت کو جانیں دوسرا یہ کہ اللہ تعالیٰ کی ربوبیت کو پہچانیں۔

☆ مومن کا قلب دن میں ستر مرتبہ گردش کرتا ہے۔ کافر کا دل ستر برس میں ایک مرتبہ بھی گردش نہیں کرتا۔

☆ مصائب عارفین کا چراغ، مریدین کی بیداری، مومن کی اصلاح اور غافلین کے لیے ہلاکت ہیں۔

☆ بہترین اور عمدہ مجلس ذکر وفکر ہے جو توحید کے میدان میں انجام دی جائے۔

☆ تصوف آٹھ خصلتوں پر مبنی ہیں۔ یعنی آٹھ پیغمبران عظام کی اقتداء سے صوفی صوفی بنتا ہے:

سخاوت حضرت ابراہیم علیہ السلام سے

رضا حضرت اسماعیل علیہ السلام سے

صبر حضرت ایوب علیہ السلام سے

اشارہ حضرت زکریا علیہ السلام سے

غربت حضرت یحییٰ علیہ السلام سے

صوف الباس حضرت موسیٰ علیہ السلام سے

سیاحت حضرت عیسیٰ علیہ السلام سے

فقر حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے۔ آپؐ نے فرمایا: الفقو فخوی ترجمہ: ''فقر پر مجھے فخر ہے۔''

(سیدہ کنیز فاطمہ بچپن، کلاس SPS-7)

ماں کے نام

☆ ماں کے قدموں تلے جنت ہے۔

☆ ماں کے بغیر گھر سونا سونا لگتا ہے۔

☆ ماں کی آغوش انسان کی پہلی درسگاہ ہے۔

☆ ماں زندگی کی تاریک راہوں میں روشنی کا مینار ہے۔

☆ ماں ایک ایسا درخت ہے جس کا سایہ زندگی کی تھکن دور کرتا ہے۔

☆ ماں ایک ایسا پھول ہے جو دنیا کے کانٹے چبھنے کے باوجود مسکراتا ہے۔

(قمر علی تھگس، اسلام آباد)

☆ بغیر لالچ کے اگر پیار ملتا ہے تو صرف ماں سے۔

☆ سخت سے سخت دل کو بھی ماں کی پرنم آنکھوں سے موم کیا جا سکتا ہے۔

☆ ماں باپ کی طرف پیار بھری نظروں سے دیکھنا بھی عبادت ہے۔

(عاشق حسین سحر کھوکوی)

☆ دنیا میں کوئی رشتہ ماں سے بڑھ کر نہیں۔

☆ ماں اپنے بچے کو کبھی بھی بددعا نہیں دیتی۔

☆ ماں کائنات کا حسین ترین عنوان ہے۔

☆ بے لوث دعائیں دینے والے صرف اور صرف ماں ہوتے ہیں۔

(محمد اقبال تھلوی، مدرسہ شاہمدان سکردو)

صدائے عفت

والدین کے حقوق اور اولاد کی ذمہ داریاں

فاطمہ بتول تھلوی و
نادرہ بتول براھوی، اسلام آباد

قرآن کریم میں جا بجا اولاد کو والدین سے متعلق اچھے سلوک سے پیش آنے کا حکم ہے چنانچہ ارشاد باری تعالیٰ ہے۔" تیرے رب نے حکم دیا ہے کہ بجز اس کے (اپنے رب کے) کسی کی عبادت مت کرو اور تم اپنے ماں باپ کے ساتھ اچھا سلوک کیا کرو۔ اگر تیرے پاس ان میں سے ایک یا دونوں بڑھاپے کو پہنچ جائیں تو ان کو کبھی اف بھی مت کرنا اور ان سے جھڑک کر بھی بات مت کرنا۔ ان سے خوب ادب سے بات کرنا اور ان کے سامنے شفقت سے، انکساری کے ساتھ جھکے رہنا (اور ان کے لیے) یوں دعا کرتے رہنا کہ اے میرے پروردگار اعظم! ان دونوں پر رحم فرما جیسا انہوں نے مجھ کو بچپن میں پالا ہے (اور صرف ظاہری ہی نہیں بلکہ دل سے ان کا احترام کرنا) تمھارا رب تمھارے دل کی بات کو خوب جانتا ہے اگر تم سعادت مند ہو تو توبہ کرنے والے کی خطائیں بڑی کثرت سے معاف کرنے والا ہے۔" (سورہ بنی اسرائیل،۲۳)

آیت مذکورہ میں پہلے اچھے سلوک کا حکم دیا ہے اور ان کی دلجوئی و راحت رسائی کے احکام دینے کے ساتھ انسان کو اس کا بچپن یاد دلایا ہے کہ کسی وقت تم بھی اپنے والدین کے اس سے زیادہ محتاج تھے جس قدر آج وہ اپنے بڑھاپے کی وجہ سے تمھارے محتاج ہیں تو جس طرح انہوں نے اپنی خواہشات کو تم پر قربان کیا تو ان کی محتاجی کے لحات میں عقلمندی اور شرافت کا تقاضہ ہے کہ ان کے احسان کا بدلہ دو اور ان کی خدمت سے اعراض نہ کرو اور یہاں تک کہ اف تک کہنے کی اجازت نہیں دی کیونکہ عام طور پر بڑھاپے کی بعض باتیں اور چڑچڑاپن آج کل کی نوجوانوں کو گراں گزرتا ہے اس لیے اسلام نے واضح حکم دیا کہ اگر ان کی کوئی بات تجھے گراں لگے تو تب بھی اف تک نہ کہنا۔

حضرت مجاہدؒ نے اس آیت کی تفسیر میں یہاں تک فرمایا کہ اگر وہ بوڑھے ہو جائیں اور تمھیں ان کا پاخانہ یا پیشاب دھونا پڑ جائے تو بھی کبھی اف نہ کرنا کیونکہ وہ بھی تو بچپن میں تمھارا پیشاب پاخانہ دھوتے رہے ہیں۔

> **والدین نے اپنی خواہشات کو تم پر قربان کیا تو ان کی محتاجی کے لحات میں عقلمندی اور شرافت کا تقاضہ ہے کہ ان کے احسان کا بدلہ دو اور ان کی خدمت سے اعراض نہ کرو اور یہاں تک کہ اف تک کہنے کی اجازت نہیں دیا۔ اگر وہ بوڑھے ہو جائیں اور تمھیں ان کا پاخانہ یا پیشاب دھونا پڑ جائے تو بھی کبھی اف نہ کرنا کیونکہ وہ بھی تو بچپن میں تمھارا پیشاب پاخانہ دھوتے رہے ہیں۔**

قرآن کریم میں ایک دوسرے مقام پر اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا کہ ہم نے انسان کو تاکید کی کہ وہ اپنے ماں باپ کے ساتھ اچھا سلوک کرے۔ اس کی ماں نے ضعف پر ضعف اٹھا کر اسے اپنے پیٹ میں رکھا اور دو سال میں اس کا دودھ چھوٹا۔ حکم دیا تاکہ تم میرا شکر ادا کرو اور اپنے والدین کا بھی شکر بجالاؤ۔ میری ہی طرف تجھے پلٹنا ہے۔ (سورہ لقمان ۳۰)

اس آیت سے بھی اندازہ ہوتا ہے کہ اسلام نے بیٹوں کو والدین کے ساتھ حسن سلوک کرنے کی جس قدر تاکید کی ہے اور ساتھ ساتھ ماں کا احسان بھی یاد دلایا تاکہ بیٹا

باقی صفحہ نمبر19 پر

اعتکاف

اعتکاف کی اہمیت و افادیت

امتیاز علی عاطف، کراچی

سید العارفین، غوث المتاخرین حضرت میر سید محمد نوربخش علیہ الرحمہ نے فقہ احوط میں ایک باب کو باب الاعتکاف کے نام سے موسوم کیا ہے۔جس میں اعتکاف کے مسائل شرح وبسط کے ساتھ بیان کیے ہیں۔اعتکاف کا معنی نفس کو دنیوی لذائذ سے باز رکھنا اور مسجد میں معینہ مدت کے لیے گوشہ نشین ہونا ہے۔

اعتکاف نشینی یا چلہ کشی انسانی نفس کو دنیوی لہو ولعب، بے راہ روی اور برائیوں پر مبنی حرکات وسکنات سے بچاتی ہے۔نفس قابو میں آجاتا ہے۔نفس پر کنٹرول کی بدولت ایمانی خصوصیات وکردار نمایاں ہوتے ہیں۔

کیونکہ انسانی نفس کا کنٹرول بہت مشکل کام ہے وہ ہمیشہ غیر ضروری کاموں اور شیطانی وسوسوں کے حصار میں رہتا ہے جس کی وجہ سے بذات خود شیطان بن جاتا ہے۔اس طرح نفس اور شیطان دونوں کا کام انسان کو برائی میں دھکیلنا، اللہ سے دور کرنا اور عذاب دوزخ سے نزدیک کرنا رہ جاتا ہے۔لیکن جب یہی نفس آدمی کے کنٹرول میں آتا ہے تو وہ برائی کی بجائے نیکی کرتا ہے۔ایسے اعمال کی بجا آوری جس سے اللہ کا قرب حاصل ہو، اس کے لیے مرغوب بن جاتی ہے۔

برائیوں سے بچنے اللہ سے قریب ہونے کے لیے اللہ کے نیک بندوں نے اعتکاف نشینی کا طریقہ اختیار کیا ہے۔جس کے ذریعے اللہ تعالیٰ کے حضور خلوص کے ساتھ عبادات وریاضات بجالائے جاتے ہیں اور اس سے فضائل وبرکات حاصل کی جاتی ہیں۔اعتکاف کے دو اقسام ہیں: ۱۔واجب اعتکاف ۲۔سنت اعتکاف:

واجب اعتکاف

واجب اعتکاف وہ اعتکاف ہے جس کی نذر مانی جائے۔

سنت اعتکاف

سنت اعتکاف واجبی اعتکاف کے سوا ہے۔

اعتکاف نشینی کا سلسلہ حضرت ابراہیم علیہ السلام سے شروع ہوا۔حضرت ابراہیم علیہ السلام نے خلوت کی حالت میں سورج، چاند اور ستاروں کا مشاہدہ کیا۔قرآن پاک میں اس کی پوری تفصیل موجود ہے۔اسی طرح حضرت موسیٰ علیہ السلام کا توریت لینے کے لیے کوہ طور پر جانا اور وہیں تیس دنوں کی خلوت نشینی اختیار کرنا پھر مزید دس دن بڑھا کر چالیس کا بنانا قرآن پاک سے ثابت ہے۔

نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے امت اور اولیائے کرام نے اعتکاف کو روحانی ترقی، خلوص فی العمل، عقائد کی درستی اور ہر طرح کے جرم وگناہ کی آلودگی سے بچنے کا تیر بہدف نسخہ قرار دیا ہے اور اس کے لیے مختلف اصول وقواعد اور ارکان وشرائط مقرر کئے ہیں۔جن میں سے بعض یہ ہیں۔

۱) توبہ کرنا، ۲) کپڑے اور بدن پاک و صاف رکھنا (اعتکاف کے لیے غسل کر کے بیٹھنے کی تاکید ہے)، ۳) خالص دنیاوی مال واسباب کی حرص سے دل کو خالی رکھنا۔

فقہ الاحوط کے رو سے اعتکاف کے کچھ ارکان جو انبیاءؑ و اولیائے کرامؒ کے تھے درج ذیل ہیں۔

۱) کسی مسجد میں ٹھہراؤ اختیار کرنا، ۲) نیت کرنا، ۳) دوران اعتکاف روزہ رکھنا، ۴) جنسی رابطہ قائم کرنے سے پرہیز کرنا چاہیے دن میں ہو یا رات، ۵) مسجد سے باہر نہ نکلنا (مگر رفع حاجب کے لیے وضو یا ضرورت پڑنے پر غسل کرنے کے لیے باہر نکل سکتا ہے)، ۶) ہمیشہ باوضو ہو کے رہنا، ۷) لوگوں سے ہمیشہ الگ تھلگ رہنا، ۸) ہمیشہ ذکر الٰہی میں مشغول رہنا، ۹) لوگوں کے ساتھ ہمیشہ خاموشی اختیار کرنا، ۱۰) اپنے تمام وقتوں کو ذکر الٰہی، تلاوت قرآن، تسبیح، نماز وغیرہ پڑھنے میں مصروف رکھنا، ۱۱) غیر اللہ سے تعلق رکھنے والے تمام خیالات کو ختم کرنا، ۱۲) افعال خداوندی اور تقدیر الٰہی پر اعتراض کرنا چھوڑ دینا۔

اعتکاف کی ان تمام شرائط اور ارکان کی بجا آوری حکمت وفضیلت نیک خصلت اور اہمیت وافادیت کو یقینی بناتے ہیں۔ جس سے معتکفین کو اللہ کی قربت اور سکون قلب نصیب ہوتا ہے۔ اعتکاف نشینی کی اہمیت وافادیت کو مزید اجاگر کرنے کے لیے اسلامی تاریخ کی آٹھویں تا دسویں صدی ہجری میں محمد علی کشمیری کی کتاب تحفۃ الاحباب میں چلہ کشی کو واضح انداز میں بیان کیا گیا ہے۔ مختصراً قلم بند کر رہا ہوں تاکہ لوگوں کے اندر موجود لغزشات، وہمات اور پروپیگنڈے کو مکمل طور پر ختم کیا جائے۔

اعتکاف کا معنی نفس کو دنیوی لذائذ سے باز رکھنا اور مسجد میں معینہ مدت کے لیے گوشہ نشین ہونا ہے۔ اعتکاف نشینی یا چلہ کشی انسانی نفس کو دنیوی لہو ولعب، بے راہ روی اور برائیوں پر مبنی حرکات و سکنات سے بچاتی ہے۔ برائیوں سے بچنے اللہ سے قریب ہونے کے لیے اللہ کے نیک بندوں نے اعتکاف نشینی کا طریقہ اختیار کیا۔

حضرت شاہ میر شمس الدین محمد عراقی بت شکن علیہ الرحمہ

ہمارے پیران پیر اور روحانی مرشد گزرے ہیں۔ تحفۃ الاحباب میں یوں بیان آیا ہے۔ میر عراقی علیہ الرحمہ نے کشمیریوں کے خانقاہ سلطان کبریٰ میں چلہ کشی کے بارے میں اپنے محبین ومخلصین جو درگاہ الٰہی کے طالب تھے ان کو چلہ کشی اور اعتکاف کے لیے تیار رہنے کا حکم دیا۔ میر عراقی علیہ الرحمہ کی نصیحتوں کی مدد سے تربیت واجتہاد یعنی اعتکاف نشینی کی برکت سے زخمی دل والے درویشیوں، وفا اندیش طالبین اور باصفا صوفیوں کو تزکیہ نفس حاصل ہوگیا۔ وہ آپ کے اوصاف محمودہ کے وسیلے سے علم الیقین، عین الیقین اور حق الیقین کے بلند درجات سے مستفیض ومستفید ہوئے۔ چلہ کشی کی آخری رات کو اکثر محبین ومخلصین قدوہ مرشدین (میر عراقیؒ) کی زیارت اور چلہ نشینوں کو لینے کے لیے حاضر ہوئے۔ اگلے روز اعتکاف والوں کے لیے عید تھی۔ اس سلسلے میں ایک بڑی دعوت اور وسیع کھانا تیار کیا گیا۔ تاکہ آنے والے محبین اور مخلصین کو کھانا کھلایا جاسکے۔ اس چلہ کشی کے بعد جوق در جوق مریدین و محبین کی تعداد بڑھتی گئی۔ گروہ درگروہ کی صورت میں ارادت و اخلاص کے لیے آئے۔ اور آنحضرتؒ کی صحبت میں حاضر ہوتے رہے۔ ان سب کے لیے بیعت کے قاعدے اور ارادت کے طریقے کو تمہید دے کر مریدوں کے دائرے اور حلقہ معتقدین میں لیتے رہے۔ انہوں نے کمال اخلاص اور نہایت اعتقاد کا اظہار کیا۔

چنانچہ آج کے مادیت پرستی کے دور میں بھی الحمد اللہ پاکستان کے مختلف شہروں اور بلتستان کے مختلف مقامات پر تصوف کے پروانے اعتکاف نشینی اختیار کرتے ہیں جو کہ صوفیہ نوربخشیہ کے لیے باعث مسرت وشادمانی ہے۔ بہرکیف اعتکاف نشینی سے ہمیں یہ تاثر ملتا ہے کہ یہ ہر بری خصلت، حسد، حرص وبغض سے دوری اور نیک راہ، ایمانداری، سچ کا مثبت پہلو دکھاتا ہے۔ لہٰذا ہمیں چاہیے کہ ہم بحیثیت صوفیہ نوربخشیہ امیر کبیر سید علی ہمدانی علیہ الرحمہ وسید العارفین حضرت شاہ سید محمد نوربخش علیہ الرحمہ اور پیروکاران پیران پیر کے عملیات کے لیے باب الاعتکاف کو زندہ رکھنے اور اس پر عمل کرنے اور کرانے کی کوشش کریں۔

تعلیم و تربیت

طالب علم کی فضیلت

نور علی نوردین بلغاری، مدرسہ شاہ ہمدان سکردو

اِنَّمَا یَخْشَی اللّٰہَ مِنْ عِبَادِہِ الْعُلَمَاءُ o

اللہ کے بندوں میں علماء ہی خشیتِ الٰہی رکھتے ہیں۔

ارشادِ نبویؐ ہے: اَلْعُلَمَاءُ وَرَثَۃُ الْاَنْبِیَاءِ .

علماء ہی انبیا کے وارث ہیں۔

بے شک انبیائے کرام علیہم السلام وراثت کے طور کوئی درہم، مال و دولت نہیں چھوڑتے بلکہ ان کی چھوڑی ہوئی وراثت علم ہے۔ پس جس نے علم حاصل کیا۔ اس نے وراثت سے وافر حاصل کیا۔ حضرت ابن مسعودؓ فرماتے ہیں۔ دو مریض ایسے ہیں جن کے شکم کبھی نہیں بھرتے وہ یہ ہیں:

۱) طالب علم ۲) طالب دنیا

اس کے علاوہ یہ دونوں مرتبہ و مقام میں برابر نہیں پھر طالب علم اللہ تعالیٰ عزوجل کی رضا میں آگے آگے بڑھتا چلا جاتا ہے مگر طالب دنیا بغاوت میں سب حدوں کو پار کر جاتا ہے۔ پھر آپؐ نے یہ آیت کریمہ تلاوت فرمائی۔ کَلَّا اِنَّ الْاِنْسَانَ لَیَطْغٰی اَنْ رَّاٰہُ اسْتَغْنٰی o

حضرت انس بن مالک بیان فرماتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا جو شخص ان لوگوں کو دیکھنا پسند کرتا ہے جنہیں اللہ تعالیٰ نے دوزخ سے آزاد فرمایا۔ وہ طالب علم کو دیکھے۔ اس ذات اقدس کی قسم جس کے قبضے میں محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی جان ہے۔ عالم کے دروازے پر چکر لگانے والے طالب علم کو اس کے ہر قدم اور ہر حرف کے بدلے میں اللہ عزوجل ایک سال کی عبادت کا ثواب دیتا ہے۔ اس کے ہر قدم کے عوض میں جنت میں ایک شہر بنایا جاتا ہے اور جب طالب علم زمین پر چلتا ہے تو زمین اس کے لئے استغفار کرتی ہے۔ اس کی صبح شام مغفرت ہوتی ہے اور فرشتے اس کے لئے گواہی دیتے ہوئے کہتے ہیں یہی وہ لوگ ہیں جن کو اللہ نے جہنم سے آزاد کر دیا ہے۔

مجلس علمی کی شان:

روایت میں ہے کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مسجد میں تشریف لائے اور دو مجالس دیکھیں۔ ایک محفل والے ذکر میں مصروف تھے جبکہ دوسرے محفل میں فقہ کے مسائل سکھائے جا رہے تھے۔ حضور سید عالم نور مجسم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا۔ دونوں محفلیں خیر کی ہیں لیکن ایک محفل دوسرے سے اچھی ہے پس وہ جو ذکر کر کے اللہ سے مانگ رہے ہیں اگر اللہ تعالیٰ عزوجل چاہے تو عطا فرمائے اور چاہے عطا نہ فرمائے اور جو فقہ کے مسائل سکھا رہے ہیں اور جاہلوں کو پڑھا رہے ہیں اور میں بھی معلم ہی مبعوث ہوا ہوں۔ اس لئے یہ افضل ہے۔ حضرت ابو الدردا فرماتے ہیں کہ رات بھر کے قیام کے مقابلے میں صرف ایک مسئلہ سیکھ لینا مجھے بہت زیادہ پسند ہے۔

علم مال و دولت سے بہتر ہے کیونکہ مال کی حفاظت تمہیں کرنا پڑتی ہے جبکہ علم تمہاری حفاظت کرتا ہے۔

یاد رہے طالب علم اللہ عزوجل کا دوست ہے۔ نمازی اللہ کا ولی، مددگار ہے۔ حلال رزق کمانے والا اللہ کا خلیل ہے۔ کہتے ہیں کہ کسی نے حضرت عبداللہ بن مبارک سے پوچھا کہ علم کب تک حاصل کرنا چاہیے یا کب تک علم کا حاصل کرنا آدمی کے لئے بہتر ہے۔ فرمایا اس وقت تک علم حاصل کرتا رہے جب تک وہ اپنے لئے جہالت کو قبیح یعنی برا سمجھے۔ کہتے ہیں علم کا حصول اس لئے اچھا ہے کہ حضرت عبداللہ بن مبارک بستر مرگ پر تھا اور پاس بیٹھا ہوا شخص ان کے لئے کچھ علمی

باتیں لکھوا رہا تھا۔فرمایا وہاں ہو سکتا ہے کوئی ایسا کلمہ مل جائے جو اس سے پہلے کبھی نہ ملا اور وہ میرے لئے نفع بخش ہو۔

حضرت حسن بصری رحمۃ اللہ فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کی راہ میں جہاد کرنے سے میرے نزدیک کوئی چیز افضل نہیں سوائے حصول علم کے۔

جو شخص صرف علم کا ایک حصہ سیکھنے کے لئے گھر سے نکلتا ہے تو فرشتہ اسے ارد گرد سے اپنے پروں سے گھیر لیتے ہیں۔ اس کے علاوہ فضائی پرندے، صحرائی درندے، سمندر کی مچھلیاں اس کے لئے بارگاہ خداوندی سے رحمت طلب کرتی ہیں۔

جو شخص حصول علم کے لیے گھر سے نکلتا ہے تو فرشتہ اسے ارد گرد سے اپنے پروں سے گھیر لیتے ہیں. اس کے علاوہ فضائی پرندے، صحرائی درندے، سمندر کی مچھلیاں اس کے لئے بارگاہ خداوندی سے رحمت طلب کرتی ہیں.

دین کا ستون فقہ ہے:

ارشاد نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہے۔ دین میں تفقہ، سمجھ بوجھ سے بڑھ کر اللہ عزوجل کی کوئی عبادت نہیں اور ایک فقیہ ہزار عابدوں سے بڑھ کر شیطان پر حاوی ہے۔ نیز فرمایا کہ ہر چیز کے لئے ایک ستون ہے۔ دین کا ستون نماز اور فقہ ہے۔ایک اور حدیث میں ہے کہ اہل بصرہ میں اس بات پر اختلاف ہوگیا کہ علم افضل ہے یا مال افضل ہے۔ بعض لوگوں نے علم کو افضل قرار دیا اور بعض نے مال کو افضل قرار دیا۔ چنانچہ فیصلہ کے لئے ایک آدمی کو حضرت ابن عباسؓ کی خدمت میں روانہ کیا گیا۔تو آپ نے فرمایا۔علم مال سے افضل ہے۔ قاصد کہنے لگا کہ اگر دلیل چاہیں تو پھر؟ آپ نے فرمایا کہ انہیں کہنا۔العلماء ورثۃ الانبیاء علم انبیاء کی وارثت ہے اور مال تجھے ہلاک کر دیتا ہے۔علم خرچ کرنے سے بڑھ جاتا ہے۔مال خرچ کرنے سے ختم ہوتا ہے۔ مالدار کے فوت ہوجانے کے بعد اس کا ذکر بھی انتقال کر جاتا ہے جبکہ عالم کے فوت ہو جانے کے بعد اس کا ذکر ہمیشہ باقی رہتا ہے۔ مالدار ہمیشہ کے لئے فوت ہو جاتا ہے جبکہ ایک عالم ہمیشہ زندہ رہتا ہے۔ مالدار سے ایک ایک دانہ کے بارے میں پوچھ گچھ ہوگی۔اس نے کہاں سے حاصل کیا اور کہاں خرچ کیا۔ جبکہ ایک عالم کو ایک ایک بات کے عوض جنت میں ایک ایک درجہ نصیب ہوگا۔

ارشاداتِ حضرت علی المرتضیٰ کرم اللہ وجہہ:

حضرت علی المرتضیٰ شیر خدا کرم اللہ وجہہ نے بیان فرمایا کہ لوگ دو قسم کے ہیں۔(۱) عالم ربانی (۲) طالب علم۔یہ دونوں صراط المستقیم پر ہیں اور باقی تمام لوگ پست خیال کے ہیں اور ہر آواز پر لبیک کہتے ہیں اور جدھر کی ہوا ہو اُدھر کو پرواز کرتے ہیں۔فرمایا کہ علم مال و دولت سے بہتر ہے کیونکہ مال کی حفاظت تمہیں کرنا پڑتی ہے جبکہ علم تمہاری حفاظت کرتا ہے۔علم خرچ کرنے سے بڑھتا ہے جبکہ مال میں کمی واقع ہو جاتی ہے۔ جب تک دنیا قائم ہے علماء باقی رہیں گے۔ اگر چہ ان کا وجود مفقود ہوگا مگر ان کی مثال دلوں میں موجود رہے گی۔

عالم اور طالب علم کا مقام:

حضرت ابوالدرداء بیان فرماتے ہیں کہ عالم اور طالب علم اجر و ثواب میں برابر ہیں۔ دراصل افضل ترین لوگ تو یہی عالم اور طالب علم ہیں۔ ان کے علاوہ کسی میں بھلائی نہیں ہے۔ حضرت عیسیٰ روح اللہ علیہ السلام نے فرمایا کہ جس نے علم حاصل کر کے علم سکھایا اور اس پر عمل کیا وہ آسمانی فرشتوں میں عظیم کے نام سے پکارا جائے گا۔

حضرت عیسیٰ علیہ السلام فرماتا ہے جو اندھا چراغ اُٹھاتے ہوئے پھرتا ہے۔ اس سے دوسرے تو روشنی حاصل کرتے ہیں مگر اس اندھے کو کیا فائدہ۔ درخت تو بہت ہیں مگر سب کے سب پھل دار، مزیدار نہیں ہوتے۔ اس طرح علماء بھی بہت ہیں مگر سب کے سب رہبر نہیں ہوتے۔

رہبر انسانیت

ظہورِ قدسیؐ

مولانا نثار حسین براہوی کراچی

خالق کائنات نے انسان کو جن مادی اجزاء سے پیدا کیا ہے۔انسانی ساخت اور ذہن پران کے اثرات اور ان اثرات کے تحت انسانی جبلت کو اس خالق کائنات سے زیادہ اور کون سمجھ سکتا ہے۔ حضرت آدم علیہ السلام کی تخلیق کی گئی تو حضرت حوا علیہ السلام کی پیدائش کو بھی فطری تقاضا بنا کر پیدا کیا گیا۔ہابیل قابیل کا تنازعہ انسانی جبلت بن کر سامنے آیا تو انسان کی صراط مستقیم پر رہنمائی کی ضرورت محسوس کی گئی۔انسانی رہنمائی کے لئے انبیاء کو مبعوث فرمایا گیا تاکہ وہ انسانوں کو وہ وعدہ یاد دلاتے رہیں جو تجسیم وتخلیق آدم سے قبل انسانی ارواح سے لیا گیا تھا۔کیا میں تمھارا رب نہیں ہوں؟ سب بول اٹھے۔ ہاں آپ ہمارے رب ہیں۔انسان اس عہد وپیماں کی روشنی میں زندگی گزارنے کا پابند ہے اس عہد سے روگردانی کے سبب بندہ عقوبت وعتاب الٰہی کا سزاوار بنتا ہے۔ یہی عہد انبیاء روئے زمین پر انسان کو سناتے رہے۔ ہدایت خداوندی وقتاً فوقتاً گمراہ انسانوں تک پہنچاتے رہے۔اس مقصد کے لئے ایک لاکھ چوبیس ہزار انبیاء کرام اس دنیا میں آئے۔جن کی ہدایت کے سبب انسان صراط مستقیم پر چلتا رہا۔اس پر انعامات ربانی کی بارش ہوتی رہی۔ اس کے ساتھ ساتھ جو انسان گمراہ ہوتا رہا وہ قہر الٰہی کا نشانہ بنتا رہا اور صراط مستقیم سے بھٹک کر برباد ہوتا رہا۔جب انسان خالق کائنات سے منہ موڑ کر دھرتی کا بوجھ بنا۔خاک کا رزق بنادیا گیا۔آنے والے انسانوں کیلئے نشان عبرت بنادیا گیا۔مگر باری تعالیٰ انسان سے مایوس نہیں ہوا۔البتہ مشیت الٰہی میں کچھ تبدیلی ضرور رونما ہوئی یعنی ایک وقت آیا جب انسان انبیاء علیہم السلام کی تعلیمات کو بھلا بیٹھا اور تباہی کے گہرے غار تک جا پہنچا تو اس کی بداعمالیوں سے صرف نظر کرتے ہوئے قدرت کو اس پر رحم آگیا۔اس نے فیصلہ کیا کہ تباہی کے کنارے کھڑی انسانیت کو ایک اور موقع دیا جائے اسے تباہی کے غار میں گرنے سے بچایا جائے، رشد وہدایت کا آخری چشمہ جاری کیا جائے، اس کے سامنے پھیلے ہوئے تاریک راستوں کو علم وحکمت کے چراغ مصطفوی سے منور کیا جائے جس کی ضیاء پاشی دائمی وابدی ہو جو عالم انسانیت کی قیامت تک رہنمائی کرتی رہے۔ اور عروۃ الوثقیٰ ثابت ہو۔وہ نور اقدس رحمۃ العالمین سرور کونین باعث تخلیق کائنات حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ہے جنھیں اللہ تعالیٰ نے اپنا آخری نبی مبعوث فرمایا۔

محبوب رب العالمین، سیدالمرسلین، خاتم النبیین، فخر موجودات، سرور کائنات، نیر تاباں، مہر درخشاں، حامل قرآن، نور مبین، رحمۃ العالمین، امام الاولین وآخرین، صاحب قاب قوسین اوادنیٰ، بشیر ونذیر، سراج منیر، مولائے کل ختم الرسل محسن انسانیت رہبر آدمیت، یتیم عبداللہ، جگر گوشہ آمنہ سید عرب وعجم، ہادی عالم، حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ظہور قدسی، آپ کی ولادت باسعادت اور دنیا میں تشریف آوری ایک ایسا تاریخ ساز لمحہ اور عظیم انقلاب ہے۔جس نے کائنات کو ایک نئی مہلت، نیا موڑ اور فلاح وکامرانی کا ایک نیا دستور عطا کیا۔انسانیت کو جینے کا حوصلہ اور زندہ رہنے کا سلیقہ عطا کیا اس نور مبین کی آمد سے عالم شش جہات کا ذرہ ذرہ اور حیات انسانی کا گوشہ گوشہ جگمگانے لگا۔ظلم جہالت، ناانصافی، کفر وشرک اور بت پرستی میں مبتلا انسانیت مثالی ضابطۂ حیات احترام انسانیت کے شعور سے باخبر عدل کی بالادستی کے تصور سے آگاہ اور ایمان کی دولت نصیب ہونے سے بندگان خدا کو وہ منزل ملی۔جس سے توحید کا نور عام ہوا اور کفر وشرک کی تاریکی چھٹ گئی اسی لئے ربِ دوجہاں نے قرآن

مجید فرقانِ حمید میں حرفِ تخصیص لاکر ارشاد فرمایا۔"لَقَد جاء کم مِنَ اللّٰہِ نورو کِتابِ مبین،،۔

دعائے خلیل علیہ السلام، تمنائے کلیم علیہ السلام اور نوید مسیحا حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ظہور قدسی سے عالم نو طلوع ہوا، انسانیت کی صبح سعادت کا آغاز ہوا، تاریخ نے ایک نئے سفر کا آغاز کیا، ایسا تاریخ ساز انقلاب رونما ہوا جس نے توحید و رسالت کے نور کو عام کر کے انسانی عزت و وقار اور اعلیٰ انسانی قدروں کو بحال کیا۔صدا بلند ہوئی کہ

مبارک ہو شہ ہر دوسرا تشریف لے آئے
مبارک ہو محمد مصطفیٰؐ تشریف لے آئے
مبارک غم گسار بے کساں تشریف لے آئے
مبارک ہو شفیع عاصیاں تشریف لے آئے
مبارک ہو رسولؐ محتشم تشریف لے آئے
مبارک ہو نبیؐ محترم تشریف لے آئے

معروف سیرت نگار علامہ شبلی نعمانی کے الفاظ میں "آج کی تاریخ وہ تاریخ ہے جس کے انتظار میں پیر کہن سال دہرنے کروڑوں برس صرف کر دیے، سیارگان فلک اسی دن کے شوق میں ازل سے چشم براہ تھے، چراغ کہن مدت ہائے دراز سے اسی صبح جان نواز کے لئے لیل و نہار کی کروٹیں بدل رہا تھا، کارکنان قضا وقدر کی بزم آرائیاں، عناصر کی جدت طرازیاں، ماہ و خورشید کی فروغ انگیزیاں، ابرو باد کی تردستیاں، عالم قدس کے انفاس پاک، توحید ابراہیمؑ، جمال یوسفؑ، معجزہ طرازی موسیٰؑ، جان نوازی مسیحؑ، سب اسی لئے تھے کہ یہ متاع ہائے گراں ابہا شہنشاہ کونین کے دربار میں کام آئیں گے۔ جب زمین پیاسی ہو جاتی ہے تو رب ذوالجلال پانی برساتا ہے۔ اگر خشک سالی کے آثار ہوں تو ابر رحمت چھا جاتا ہے۔انسان اپنی خوراک کے لئے بے چین و بے قرار ہو تو وہ موسم ربیع بھیج دیتا ہے بالکل اسی طرح جب روح انسانیت تاریکیوں کی اتھاہ گہرائیوں میں غرق تھی تو مولائے کل حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے نور کو ان تاریکیوں کا پردہ چاک کرنے کے لئے روئے زمیں پر جلوہ افروز کیا۔ جب سیر وفاران کی چوٹیوں پر اس کے ابر کی بوندیں پڑنے لگیں۔یہ رحمت الٰہی کی تکمیل تھی۔یہ شریعت ربانی کے ارتقاء کا مرتبہ آخری تھا یہ سلسلہ ترسیل ورسل وتنزول رحمت کا اختتام تھا۔ یہ سعادت مبشری کا آخری پیغام تھا۔ یہ ہدایت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ظہور کا پہلا دن تھا۔ جب خاتم النبین رحمۃ العالمین کی ولادت باسعادت ہو۔ یہ ماہ ربیع الاول ہے جس میں امت مسلمہ کی بنیاد پڑی، کفر وظلمت کی چنگاریاں سرد ہو گئیں، کسریٰ کا عظیم الشان محل ہل گیا اور اس کے چودہ کنگرے گر گئے تمام بت زمین پر گر پڑے، ایران کے آتش کدوں کی آگ جو ایک ہزار سال سے متواتر جل رہی تھی بجھ گئی، یہ سچ ہے کہ ایوان کسریٰ نہیں بلکہ شانِ عجم، شوکتِ روم، اوج چین کے قصرہائے فلک بوس گر پڑے، آتشِ فارس نہیں بلکہ مجسم شرآتش کدہ کفر، آذر کدہ گمراہی سرد ہو گئے، صنم خانوں میں خاک اڑنے لگی، بت خانے خاک میں مل گئے، شیرازہ مجوسیت بکھر گیا، نصرانیت کے اوراق خزاں دیدہ ایک ایک کر کے جھڑ گئے، توحید کا غلبہ اٹھا، چمنستان سعادت میں بہار آ گئی، آفتاب ہدایت کی شعاعیں ہر طرف پھیل گئیں، اخلاق انسانی کا آئینہ پرتو قدس سے چمک اٹھا، یعنی یتیم عبداللہ، جگر گوشہ آمنہ، شاہ حرم، حکمران عرب، فرمانروائے عالم، شہنشاہ کونین، عالم قدس سے کائنات میں تشریف لائے۔اسی لئے اللہ نے اپنے پیارے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بعثت اور نبی بنا کر بھیجنے کو اپنا احسان فرمایا اور اسی کے ساتھ اس احسان کی وضاحت بھی فرما دی چنانچہ سورہ آل عمران (۱۶۴) میں ارشاد ہوا۔

محبوب رب العالمین، صاحبِ قاب قوسین اوادنیٰ، یتیم عبداللہ، جگر گوشہ آمنہ سید عرب وعجم، حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ والہٖ وسلم کا ظہور قدسی، آپ کی ولادت باسعادت اور دنیا میں تشریف آوری ایک تاریخ ساز لمحہ اور عظیم انقلاب ہے۔

لَقَدْ مَنَّ اللّٰهُ عَلَى الْمُؤمِنِيْنَ اِذْ بَعَثَ عَلَيهِمْ رَسُوْلاً مِّنْ اَنْفُسِهِم يَتْلُوْا عَلَيهِمْ اٰيٰتِهٖ وَيُزَكِّيهِمْ وَ يُعَلِّمُهُمُ الْكِتَابَ وَالْحِكْمَةَ وَاِنْ كَانُوْا مِنْ قَبْلُ لَفِىْ ضَلٰلٍ مُّبِيْنٍ ٥

ترجمہ۔"یقیناً احسان کیا ہے اللہ تعالیٰ نے ایمان والوں پر جب کہ بھیجا ان کی طرف ایک رسول ان میں سے جو تلاوت کرتا ہے ان کے پاس (اللہ کی) آیتوں کی اور سنوارتا ہے انہیں تعلیم دیتا ہے انہیں کتاب و حکمت کی اگر چہ تھے اس سے پہلے وہ کھلی گمراہی میں مبتلا۔"

فخر موجودات، باعث تخلیق کائنات، شافع محشر، ساقی کوثر، صاحب لوح وقلم محمد مصطفیٰ احمد مجتبیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ظہور قدسی اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اس دنیا میں تشریف آوری پوری کائنات پر پروردگار عالم کا سب سے عظیم احسان ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ذات گرامی کو اللہ تعالیٰ نے جو بلند مقام، جو عظمت ورفعت اور محبوبیت عطا فرمائی اس میں کوئی آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا شریک نہیں۔

یہ ایک تاریخی اور ابدی حقیقت ہے۔ کہ رہبر آدمیت محسن انسانیت ہادیٔ اعظم حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ظہور قدسی سے عالم نوطلوع ہوا۔ انسانیت کی صبح سعادت کا آغاز ہوا۔ جب آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس جہان میں قدم رکھا اس وقت سے تاریخ عالم نے ایک نئے سفر کا آغاز کیا۔ دنیا میں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تشریف آوری سے ایک تاریخ ساز اور مثالی دور کا آغاز ہوا۔ ایک ایسا انقلاب رونما ہوا جس نے انسانی عزت وقار کو بحال کر کے دنیا میں امن وسلامتی اور احترام انسانیت کو عام کیا۔ پیغمبر اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے انسانیت کو توحید کے نور سے منور کر کے کفر وشرک اور ظلمت کے اندھیروں اور تاریکیوں کو دور کیا۔

وہ دانائے سبل ختم الرسل مولائے کل جس نے
غبار راہ کو بخشا فروغ وادی سینا

ربیع الاوّل کا مہینہ جشن ولادت رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم عاشقوں کا محبت وعقیدت بھرا جذبہ جوش اور خوشی، انبساط کا عالم، ہونا بھی چاہیے کہ وہ ہستی اللہ کی طرف سے دنیا میں آئی کہ جو محسن انسانیت ہے۔ امن وسلامتی کا آفاقی پیغام لے کر اللہ کا نعرہ لگاتی ہوئی دنیا کو اطاعت الٰہی کا درس دیتی ہے۔ پھر یہ ہستی ہم سب کا شفیع بھی ہے۔ عشق رسولؐ میں دل ڈوبے ہوئے ہیں۔ اللہ کرے سال کے ہر ماہ، ہر دن، ہر لمحے ہم عشق رسولؐ میں اسی طرح ڈوبے رہیں اور ہمارا کوئی عمل سنت رسولؐ کے خلاف نہ ہو۔ باری تعالیٰ یہ عملی جذبہ قائم رکھے۔

عشق رسولؐ پاکیزہ جذبہ ہے سید المرسلین حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی سیرت طیبہ ہدایت ورہنمائی کا سرچشمہ اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا اسوۂ حسنہ رہتی دنیا تک انسانیت کے لئے لائق تقلید کا نمونہ ہے تعلیمات نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں ہر دکھ کا مداوا اور ہر دور کے مسائل کا حل موجود ہے۔ ضرورت اس امر کی ہے کہ دنیا رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تعلیمات کو اپنا کر اسلام کے دامن رحمت میں پناہ تلاش کرے۔ محسن انسانیت سرور کائنات حضرت محمدؐ کا اسوۂ حسنہ پُرامن معاشرے کی اساس اور احترام آدمیت کی بنیاد ہے۔ آپؐ نے تحمل و برداشت رواداری اور انسان دوستی کا بے مثال درس دیا۔ مختلف تہذیبوں کے درمیان مفاہمت اور امن پسندی کے فروغ کے لئے آپؐ کی حیات طیبہ اور تعلیمات رشد وہدایت کا سرچشمہ اور مینارہ نور ہیں۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے۔" جو اللہ اور اس کے رسول کی اطاعت کرے گا کامیابی کو پائے گا" (سورہ انفال)

آج کے پُرآشوب دور میں مسلمان جس طرح ذلت و رسوائی کا شکار ہیں دنیا کا رعب ودبدبہ مسلمانوں پر اس قدر حاوی ہو چکا ہے کہ جرأت حق گوئی (جو مسلمانوں کا شیوہ تھا) تو کہاں۔ حق بات کہنے کے تصور سے ہی کانپ جاتے ہیں۔ اس کا حل صرف اور صرف یہ ہے کہ ہم دامن مصطفیٰؐ کو تھام لیں۔ سیرت رسول کو اپنا لیں تمام وہ اعمال جو رسولؐ نے ہمیں بتائے ہیں جن سے اللہ راضی ہوتا ہے ان پر سچے دل کے ساتھ عمل پیرا ہوں۔

آخر میں اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ ہم سب کو اپنی حفظ وامان میں رکھیں اور کماحقہ تمام نیک اعمال بجالانے کی توفیق دے۔ آمین!

❀ ☆ ❀ ☆ ❀

فقہی مسائل

آپ کے مسائل اور اُن کا حل

(شریعت محمدیہ کی روشنی میں)

علامہ محمد بشیر

اس عنوان کے تحت قارئین کے سوالات کے جوابات شائع کئے جاتے ہیں۔ خوب واضح رہے کہ بعض سائلین کے سوالات غیر ضروری اور غیر مفید ہوتے ہیں۔ ایسے سوالات کے جوابات شائع نہیں کیے جاتے۔ اس شمارے کے لیے جن سوالات کا انتخاب کیا گیا ہے ان کی تفصیل کچھ یوں ہے۔

سوال نمبر 1: کیا امامت نماز کے لیے والدین کی اجازت ضروری ہے؟

جواب: بسم اللہ الرحمٰن الرحیمo امامت نماز کی انجام دہی کے لیے والدین کی اجازت ضروری نہیں تاہم امامت نماز کی انجام دہی کے لیے امام دستیاب ہو تو دستیاب امام زیادہ حقدار ہے۔ اگر کسی مسجد میں امامت نماز کی انجام دہی کے لیے اگر کوئی امام نہ ہو تو وہاں ہر ہر حال میں امامت نماز کے لیے والدین کے لیے انکار کی گنجائش نہیں۔ اگر والدین ایسی صورت میں بھی اجازت نہ دے تو وہ خود گنہگار ہوں گے۔ امامت نماز کی انجام دہی وہ اجازت والدین کے بغیر کرسکتا ہے۔ اجازت نہ دینے والدین خطا کار ہوں گے۔ امامت نماز کی انجام دہی کی صورت میں والد ہر حال میں سرخرو ہوگا۔

سوال نمبر 2: چکنی مٹی کھانا کیسا ہے؟

جواب: بسم اللہ الرحمٰن الرحیمo چکنی مٹی سے عرف عام میں ملتانی مٹی کا نام دیا جاتا ہے۔ وہ اگرچہ پاک ہے لیکن ہر پاک چیز کا کھانا درست نہیں ہے۔ ہاں اگر کسی کو چکنی مٹی خاص مقصد کے تحت کھانے کی ضرورت پڑے تو بغرض دوا اس کا استعمال درست ہے۔

سوال نمبر 3: بھول کر جسم کے کسی ناپاک حصہ کو پاک کیے بغیر نماز قیام پذیر ہوجائے اور وقت نماز گزر جانے کے بعد یاد آئے تو کیا کرے؟

جواب: بسم اللہ الرحمٰن الرحیمo ایسی صورت میں نماز گزار جسم کو پاک کر کے ناپاکی کی حالت میں پڑھی گئی نماز کی قضا بجالائے۔ ایسا کرنا واجب ٹھہرتا ہے۔

سوال نمبر 4: امام حالت رکوع میں ہو تو اجتماعی ادائیگی شامل ہونے والے کے لیے ایک ہی تکبیر احرام کافی ہے یا دو تکبیریں ضروری ہیں؟

جواب: بسم اللہ الرحمٰن الرحیمo ایسی صورت درپیش ہو تو صرف تکبیر احرام کافی ہے اور باقی احکام رکوع پانے کی وجہ سے خود بخود شرعاً ادا ہو جاتے ہیں۔

سوال نمبر 5: چونا لگائے ہوئے دیوار پر تیمم کرنا کیسا ہے؟

جواب: بسم اللہ الرحمٰن الرحیمo جب پاک مٹی نہ ملے تو مٹی کے مانند معدنی اشیاء پر تیمم کرنا شرعاً روا ہے۔ چونا بھی معدنی اشیاء میں شامل ہے۔ جب خود چونے پر تیمم جائز ہے تو چونا لگائی ہوئی دیوار پر بدرجہ اولیٰ تیمم کا جواز شرعاً مہیا ہو جاتا ہے۔

سوال نمبر 6: شادی کے بعد شوہر کو پردیس میں رہنے کے لیے کوئی خاص مدت حق ہے؟

جواب: بسم اللہ الرحمٰن الرحیمo پردیس میں رہنے کے لیے شوہر پر شرعاً کوئی خاص مدت کی قید نہیں۔ عرف عام کے مطابق کسی خاص موسم کے لیے شوہر پردیسی بنتا ہے اور پھر مناسب وقت پر واپس گھر آجاتا ہے۔ انسانی معاشرے میں ایسا ہوا کرتا ہے۔

سوال نمبر 7: وَمَا جَعَلَ اَزْوَاجَكُمُ الّٰٓـىِٔىْ تُظٰهِرُوْنَ مِنْهُنَّ اُمَّهٰتِكُمْ

والی آیت سے کیا معنی ومفہوم مراد لیا جاتا ہے؟

جواب: بسم اللہ الرحمن الرحیم ○ آیت مبارکہ مذکورہ میں اللہ پاک نے معاملہ ظہار کی حقیقت کی طرف واضح اشارہ فرمایا ہے۔ فقہ الاحوط کے باب الظہار میں تفصیل موجود ہے۔ وہاں مطالعہ کر کے تفصیل معلوم کی جاسکتی ہے۔ خلاصہ کلام یہ ہے کہ کوئی شوہر کسی خاص وجہ سے غصے میں آکر اپنی بیوی کو اپنی ماں سے تشبیہ دیتا ہے۔ اسے شرعی اصطلاح میں معاملہ ظہار کہا جاتا ہے۔ اس قسم کی صورت حال میں شوہر پر شرعاً کفارہ عائد ہوجاتا ہے۔ کفارہ کی ادائیگی سے قبل اس کے لیے اپنی بیوی سے جنسی رابطہ کرنا شرعاً حرام قرار پاتا ہے۔ بالفرض اگر کسی نے کفارہ کی ادائیگی سے پہلے جنسی رابطہ کیا تو وہ شرعاً فعل حرام کا مرتکب قرار پائے گا۔ اور وہ فعل حرام کے ارتکاب کے گناہ میں مبتلا ہو جائے گا۔ خوب آگاہ رہے کہ اس معاملہ ظہار کی بنا پر بیوی اس کی حقیقی ماں نہیں بنتی ہے لہذا زوجیت شرعاً متاثر نہیں ہوگی۔ آئیہ مبارکہ مذکورہ میں اس کی طرف اشارہ ہے کہ اللہ نے ظہار کا معاملہ والی عورتوں کو تمہاری ماں قرار نہیں دیا ہے بلکہ فرمایا ہے: اِنْ اُمَّهٰتُهُمْ اِلَّا الّٰٓـِٔيْ وَلَدْنَهُمْ یعنی ان کی مائیں وہ ہیں جنہوں نے ان کو جنم دیا ہے۔ مطلب یہ ہوا کہ ظہار کا معاملہ ایک سنگین اقدام ہے جس کی وجہ سے کفارہ عائد ہوتا ہے۔ فقہ الاحوط کے باب الظہار کے مطالعہ سے کفارہ کی تفصیل وغیرہ سے آگاہی ہو جائے گی۔

❁ ☆ ✿ ☆ ❁

بقیہ تفکر و تذکر

’’اے بنی آدم ہم نے تم پر لباس اتارا ہے کہ جسم کے قابل شرم حصوں کو پوشیدہ رکھے اور تمہارے جسم کی حفاظت اور رونق کا ذریعہ بھی ہو۔

اللہ تعالیٰ نے انسان کے جسم پر عام جانوروں کی طرح کوئی پوشاک پیدائشی طور پر نہیں رکھی بلکہ شرم وحیا کا مادہ اس کی فطرت میں ودیعت کر دیا اسی وجہ سے انسان اپنے جسم کے قابل پردہ حصوں کو ظاہر کرنا بہت برا سمجھتا ہے۔ خوب آگاہ رہے کہ اللہ پاک نے انسان کے فطری تقاضے یعنی شرم وحیا کی پاسداری کے لیے کوئی ریڈی میڈ لباس نہیں دیا ہے بلکہ اس کی فطرت پر لباس کا الہام کیا تاکہ وہ اپنی عقل سے کام لے کر اپنی فطری تقاضے کو پورا کرنے کے لیے کوئی لباس بھی تجویز کر کے اختیار کرے۔ انسان کے لیے لباس کی اخلاقی ضرورت سب سے مقدم ہے اور طبعی ضرورت یعنی جسم کی آرائش اور موسمی اثرات سے حفاظت بدن کا معاملہ دوسرے نمبر پر ہے۔ گویا ہمارا مقصد ان ضروری باتوں کو معرض تحریر میں لانے کا یہ ہے کہ مومن مسلمان کے لیے دیگر احکام الٰہی کی طرح لباس بھی اسلامی لباس ہونا ضروری ہے۔ آج کل ہم دیکھتے ہیں کہ ہر جگہ تنگ پتلون پہن کر شرم وحیا کے انسانی فطری تقاضے کو دانستہ طور پر عدم سے ہمکنار کیا جاتا ہے۔ اپنی محرمات کے سامنے شرمگاہوں کی واضح طور پر عکس بندی کی جاتی ہے اور ہر کوئی اعضا کی نمائش کرنے والا ہی نظر آتا ہے۔ فرنگی لباس زینت کرنے پر ہر کوئی نازاں رہتا ہے۔ سکولوں میں بچوں کے لیے وردیاں بھی شرم وحیا کو رفو چکر کرنے کے لیے آج کل کافی ہے۔ گویا ابتدا ہی سے بچوں میں چوتڑ کی نمائش کی عادت ڈال کر مستقبل میں بے راہ روی کا شوقین بنا دیا جاتا ہے۔ اصل صوفیہ نوربخشیہ کے لیے ہم نے بارہا تاکید کی ہے کہ وہ مسجد میں نماز گزاری کے لیے اسلامی لباس زیب تن کر کے آئیں تاکہ نماز شرعاً درست ہو سکے۔ ورنہ یاد رکھیے کہ فرنگی لباس میں چوتڑ کی نمائش کرتے ہوئے نماز پڑھنا بارگاہ الٰہی میں قابل قبول عمل نہیں ہوگا۔ اور ہم اس رنگین طریقے کے شوقین بن کر فرض کی ادائیگی سے حقیقتاً و شرعاً سبک دوش نہیں ہوسکیں گے۔

وما علینا الا البلاغ

❁ ☆ ✿ ☆ ❁

اخبار تصوف

دُنیائے تصوف کی خبریں

غلام محمد شاہینؔ

مدرسہ شاہ ہمدان صوفیہ نوربخشیہ سکردو کا مطالعاتی دورہ

مدرسہ شاہ ہمدان صوفیہ نوربخشیہ سیلائٹ ٹاؤن سکردو کا ایک مطالعاتی دورہ تھلے بروق کی طرف روانہ ہوا جس میں تمام اساتذہ کے ساتھ طالب علموں نے شرکت کی۔ بلغار ژھوق پر مختصر جلسہ کرنے کے بعد منزل کی طرف روانہ ہوئے۔ ایک رات تھلے قیام کرنے کے بعد اگلے دن غاری میں جلسہ کے بعد بلغار گونگمہ سے ہوتے ہوئے واپس سکردو پہنچے۔ راستوں میں جگہ جگہ تصوف کے پروانوں نے والہانہ طور پر استقبال کیا گیا۔

رپورٹر: محمد ابراہیم سراج براہوی، سید ریاض علی بلغاری

❀ ☆ ✿ ☆ ❀

نوربخشیہ یوتھ فیڈریشن کا عظیم الشان جلسہ

نوربخشیہ یوتھ فیڈریشن دم سم یونٹ کے زیر اہتمام مفتی اعظم جناب محمد عبداللہ صاحب کی زیر صدارت ایک جلسہ دم سم میں منعقد کیا گیا۔ تقریب میں انجینئر محمد اسماعیل صوبائی وزیر بلدیات و دیہی ترقی اور وزیر محمد اقبال اسسٹنٹ کمشنر مشہ بروم جلوہ افروز تھے۔ سٹیج سیکرٹری کے فرائض محمد اسلم اور محمد یوسف نے انجام دیے۔ حافظ عبدالرحیم نے تلاوت کلام پاک سے آغاز کیا جبکہ مولانا عبدالرحمان نے حضور اقدسؐ کے شان میں نذرانہ عقیدت پیش کیا۔ عبدالرحمٰن نمبردار نے خطبہ استقبالیہ میں مہمانوں کا شکریہ ادا کیا۔ جلسہ سے تمام علمائے کرام اور دیگر دانشوروں مولانا محسن علی، حافظ ذاکر علی، مولانا علی محمد محمدی، مولوی غلام محمد، سید عباس شاہ، سید ناصر حسین شاہ، صدر NYF سرینک اور صدر NYF سکسا وغیرہ نے خطاب کیا۔ تمام معززین نے مذہبی ہم آہنگی، اتفاق و اتحاد اور رواداری پر زور دیا۔ صدر جلسہ مفتی اعظم محمد عبد اللہ نے نوجوانوں کے ملی و دینی خدمات کو سراہا اور انہیں متحد ہو کر مسلک حقہ کی ترویج و اشاعت کے لیے کام کرنے پر زور دیا۔ انہوں نے NYF دم سم کے لیے مبلغ تیس ہزار روپے کا اعلان کیا۔ مہمان خصوصی جناب انجینئر محمد اسماعیل نے علمائے کرام اور نوجوانوں سے اپیل کی کہ وہ جذباتی اقدام اٹھانے کی بجائے آپس میں اتفاق و اتحاد کا مظاہرہ کریں اور باہم مل کر اغیار کا مقابلہ کریں۔ انہوں نے NYF دم سم کے زیر اہتمام پبلک لائبریری کے قیام کے لیے مبلغ ایک لاکھ روپے دینے کا وعدہ کیا۔ آخر میں آخوند ممتاز علی نے دعائیہ کلمات کے ساتھ جلسہ کا اختتام کیا۔

رپورٹر: بو محمد شریف صدیقی

❀ ☆ ✿ ☆ ❀

انجمن فلاح و بہبود صوفیہ نوربخشیہ علی پور اسلام آباد کا سالانہ اجلاس

انجمن فلاح و بہبود صوفیہ نوربخشیہ علی پور اسلام آباد کے جنرل ممبروں کا سالانہ اجلاس 21 فروری 2011ء کو علی پور میں ہوا۔ اجلاس میں کابینہ کے ارکان، مشاورتی کونسل کے ارکان اور جنرل ممبروں کی کثیر تعداد نے شرکت کی۔ سالانہ جنرل میٹنگ میں جنرل سیکریٹری موسیٰ علی ہمدانی نے انجمن کی سال 2010ء کی کارکردگی پیش کی۔ اس کے بعد فنانس سیکریٹری غلام محمد شاہین نے آمدن اور اخراجات کا گوشوارہ برائے سال 2010ء پیش کیا۔ تمام ممبروں نے انجمن کے مالی حساب کتاب پر اطمینان کا اظہار کیا اور کابینہ کی کارکردگی

کی تعریف کی۔ آخر میں صدر غلام حسن سیفی نے انجمن کا ساتھ دینے پر تمام ممبروں کا شکریہ ادا کیا۔

رپورٹر: موسیٰ علی ہمدانی

جنرل سیکریٹری

ریڈ اپیل ویلفیئر آرگنائزیشن کی تقریب حلف برداری

گزشتہ دنوں اسلام آباد میں حسن آباد سے تعلق رکھنے والے نوجوانوں کی ایک میٹنگ ہوئی جس میں ایک فلاحی تنظیم ریڈ اپیل ویلفیئر آرگنائزیشن حسن آباد کے قیام اور عہدیداروں کا قیام عمل میں لایا۔ عہدیداروں کے نام یہ ہیں۔

۱۔ محمد علی چومہ	صدر
۲۔ حسن میر	نائب صدر
۳۔ محمد علی چو	سینئر نائب صدر
۴۔ ایم ایدریس ظفر	جنرل سیکرٹری
۵۔ طاہر حسین	فنانس سیکرٹری
۶۔ فدا علی چومہ	ڈپٹی فنانس سیکرٹری
۷۔ شیر جان	آفس سیکرٹری۔

رپورٹر: ایم ایدریس ظفر

جنرل سیکریٹری

خانقاہ معلیٰ صوفیہ نوربخشیہ کرسمہ تھنگ سکردو میں جلسہ

اعتکاف

حسب سابق امسال سالکان خدا اور بزرگان دین اور سینکڑوں خوش قسمت حضرات نے خانقاہ معلیٰ صوفیہ نوربخشیہ کرسمہ تھنگ سکردو میں چالیس روزہ اعتکاف نشینی کی جس کی قیادت محترم مولانا کاچو فدا حسین صاحب نے کی۔ جلسہ کی صدارت کاچو فدا حسین اور مہمان خصوصی مولانا قاری رسول ربانی تھے۔ طالب علم محمد ابراہیم نے تلاوت جبکہ قاری رسول اور کاچو فدا حسین نے خطاب کیا۔ آخر میں خصوصی دعاؤں کے ساتھ اختتام ہوا۔

رپورٹر: طالب علم سلیم تصوفی

مدرسہ شاہ ہمدان صوفیہ نوربخشیہ علی پور اسلام آباد

کا سالانہ ریذلٹ و پروگریس رپورٹ

مدرسہ شاہ ہمدان صوفیہ نوربخشیہ علی پور اسلام آباد میں تقریب بسلسلہ ''سالانہ ریذلٹ و پروگریس رپورٹ سال ۲۰۱۰ء'' منعقد ہوئی۔ تقریب میں مدرسہ ہذا کے تمام طلبہ و طالبات کے ریذلٹ اور پروگریس رپورٹ پیش کیا گیا۔ تقریب میں تمام مقررین نے طلبہ و طالبات کی کارکردگی، اور مذہبی جذبہ و ہمدردی کو سراہا گیا اور مدرسہ کے لیے دل کھول کر عطیات دیے۔ صدر دلشاد حیدری نے NYF راولپنڈی اسلام آباد کی طرف سے مبلغ پانچ ہزار، گلزار وارڈن شاہ سید ہاسٹل راولپنڈی نے پانچ سو، بوا انور اور محفل ذکر اسلام آباد کی طرف سے دو ہزار، میڈم رابعہ نے پانچ سو روپے اور دیگر لوگوں نے مختلف عطیات دیے۔ بہترین کارکردگی دکھانے والے طلبا و طالبات کو ٹرافی اور دوسرے انعامات سے نوازا گیا۔ ذہین، ہونہار اور بہترین کارکردگی دکھانے والے طلبا و طالبات کے نام یہ ہیں۔ کوثر اسحاق دختر محمد اسحاق، ماریہ فضل دختر فضل علی، آمنہ بتول دختر غلام حسین، حبیبہ آمین دختر محمد آمین، نازیہ یوسف دختر محمد یوسف، ثناء نور دختر محمد اسحاق، محمد اقبال ولد عبد اللہ، ذوالفقار علی ولد شیر علی، سلمیٰ بتول، عقیلہ بتول، نادیہ ناصر، تحسین یونس، محمد افضل، احتشام الحق، شاہد علی، محمد کمیل اور ذکیہ بانو۔

رپورٹر: معلم ظفر علی آخوند

اقراء سٹوڈینٹس فیڈریشن کراچی کی تقریب

حلف برداری

گزشتہ دنوں اقراء سٹوڈینٹ فیڈریشن کراچی کی تقریب حلف برداری ہوئی۔ جس میں متفقہ طور پر کابینہ کا چناؤ عمل میں لایا گیا

جو کہ درج ذیل ہیں۔

علی حسین شیدائی صدر، علی موسیٰ نائب صدر، جہانگیر حسین جنرل سیکرٹری، غلام نبی شاہین فنانس سیکرٹری، نثار علی راہی خزانچی اور اعجاز حسین اعجازی نشرواشاعت سیکرٹری۔

اقراء سٹوڈینٹ فیڈریشن کی طرف سے گاؤں سے آئے ہوئے اساتذہ کرام جناب قاری محمد ابراہیم، عبدالعزیز، عبدالکریم، حاجی محمد ابراہیم اور غلام مہدی کے شان میں ٹی پارٹی کا اہتمام کیا۔ محفل میں غلام رسول آقاضی نے نعت، جبکہ تمام مہمانوں کے علاوہ علی حسین، غلام نبی، جہانگیر حسین، نثار علی، اعجاز حسین اور غلام نبی کھر نے اپنی زرین خیالات کا اظہار کیا۔

رپورٹر: اعجاز حسین اعجازی

انجمن فلاح و بہبود صوفیہ نوربخشیہ علی پور کے نئے کابینہ کا انتخاب اور تقریب حلف برداری

انجمن فلاح و بہبود صوفیہ نوربخشیہ علی پور اسلام آباد کے نئے کابینہ برائے سال 2011-12ء کا انتخاب الیکشن کمشنر انجینیر غلام حسن کے زیرنگرانی ہوا۔ انجمن کے نئے کابینہ کے لیے متفقہ طور پر درج ذیل ممبران کو منتخب کیا۔

۱۔ محمد موسیٰ	صدر
۲۔ اعجاز حسین	نائب صدر
۳۔ غلام محمد شاہین	جنرل سیکرٹری
۴۔ نعمت علی	جوائنٹ سیکرٹری
۵۔ غلام حسن سیفی	فنانس سیکرٹری
۶۔ محمد نواز	نشرواشاعت سیکرٹری
۷۔ سجاد حسین	آفس سیکرٹری

نئے کابینہ کے ممبروں سے سید شہاب الدین نے حلف لیا۔ اس موقع پر بوا رستم علی سلنگی، بوا حسین، پرانے کابینہ کے ارکان، مشاورتی کونسل کے ارکان۔ دیگر علماء کرام اور جنرل ممبروں کی کثیر تعداد نے شرکت کی۔

رپورٹر: محمد نواز ہپی

نشرواشاعت سیکریٹری

نوربخشیہ یوتھ فیڈریشن آزاد کشمیر یونٹ کا قیام

گزشتہ دنوں مظفر آباد میں مقیم نوربخشی طالب علموں نے نئے سال کا آغاز نوربخشیہ یوتھ فیڈریشن کے قیام سے کیا۔ اجلاس کی صدارت شیر علی نے کیا۔ اجلاس کا آغاز خادم حسین خپلوی نے تلاوت کلام پاک سے کیا۔ اجلاس میں کابینہ کے لیے درج ذیل عہدیداروں کو متفقہ طور پر منتخب کیا۔

عبدالحمید	صدر	ندیم	نائب صدر
الیاس	سینئر نائب صدر	غلام نبی	جنرل سیکرٹری
شیر علی	نائب جنرل سیکرٹری	جاوید بلغاری	سیکرٹری اطلاعات
محمد اقبال	سیکرٹری فنانس	کرامت ڈوغنی	ایجوکیشن سیکرٹری
افضل بلغاری	رابطہ سیکرٹری	جنید علی	لیگل ایڈوائزر

رپورٹر: جاوید اختر بلغاری

سیکرٹری اطلاعات

غورسے رائیشہ میں اعتکاف نشینی

گذشتہ دنوں غورسے رائیشہ میں تین روزہ اعتکاف نشینی اخوند ابراہیم تھگس صاحب کے زیر اہتمام اختتام پذیر ہوئی۔ جس میں تصوف کے پروانوں نے شرکت کی۔ معتکفین نے مسلک ہذا اور ملک کی خوشحالی کے لیے دعا مانگی۔

رپورٹر: محمد باقر دلشاد، اسلام آباد

انجمن صوفیہ نوربخشیہ کریس کا سالانہ اجلاس

انجمن صوفیہ نوربخشیہ کریس بلتستان کے اراکین کا سالانہ اجلاس اسلامک ایجوکیشن سینٹر میں ہوا۔ جس میں کثیر تعداد میں علماء و

معززین نے شرکت کی۔ انجمن کی سابقہ کارکردگی اور آئندہ لائحہ عمل کے سلسلے میں تفصیل سے بحث کرنے کے بعد متفقہ طور پر درج ذیل عہدیداروں کو منتخب کیا۔

محمد رضا عابدی صدر، محمد ایوب جنرل سیکرٹری، احمد علی نائب صدر، محمد ابراہیم جوائنٹ سیکرٹری، محمد حسن جنیدی نشر و اشاعت سیکرٹری، محمد علی و افتخار علی نوری خزانچی اور اس کے علاوہ چودہ رکنی مشاورتی کمیٹی بنائی گئی۔

رپورٹر: محمد حسن جنیدی

❁ ☆ ✹ ☆ ❁

اسٹوڈنٹس ویلفیئر ایسوی ایشن حسن آباد کی میٹنگ

اسٹوڈنٹس ویلفیئر ایسوی ایشن کراچی یونٹ کی ایک میٹنگ جس میں تنظیم کی اب تک کی صورتحال پر اظہار اطمینان کا اظہار کیا گیا۔ تنظیم کی سطح پر ہاسٹل کے لیے پلاٹ خریدا گیا۔ میٹنگ میں نظام حسین اور ایم ایدریس ظفر کا خصوصی شکریہ ادا کیا گیا۔

رپورٹر: ایم ایدریس ظفر

❁ ☆ ✹ ☆ ❁

رائشہ ویلفیئر ارگنائزیشن کی ترقیاتی کارکردگی

رائشہ ویلفیئر ارگنائزیشن غورسے نے واصف ادارہ والوں کی تعاون سے گاؤں میں عوام کی سہولت اور صاف پانی کی فراہمی کے لیے واٹر پائپ لائن بچھائی گئی۔ اور جلد ہی صاف پانی جیسے نعمت سے مالا مال ہوں گے۔ اس تنظیم نے انتہائی کم وقت میں بہت سے ترقیاتی کام کئے۔ جس میں مدرسے کی تعمیر و توسیع بہت ہی اہمیت کے حامل ہے۔ اللہ تعالیٰ انہیں مزید لوگوں کی خدمت کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین!

رپورٹر: محمد باقر دلشاد، اسلام آباد

❁ ☆ ✹ ☆ ❁

سالانہ نتائج

CBS اسلامک ایجوکیشنل سنٹر کریس نے تعلیمی سال ۲۰۱۰ کے سالانہ نتائج کے موقع پر ایک عظیم الشان جلسہ کا انعقاد کیا۔ جس کی صدارت مراد علی نوری نے کی۔ جبکہ حاجی غلام حیدر مہمان خصوصی تھے۔ اس موقع پر طالب علموں نے مختلف نعت، نغمے، تقاریر اور ٹیبلو پیش کی۔ جلسہ میں ذاکر حسین پرنسپل سکول ہذا، حاجی غلام حیدر، مولانا مراد علی نوری، محمد حسن جنیدی نے تقریر کی۔ لوگوں نے دل کھول کر عطیات دیے۔ سکول کا مجموعی ریذلٹ 99% رہا جبکہ پہلی پوزیشن ہولڈرز کے نام درج ذیل ہیں۔

محمد ندیم، جوفرعباس، اصغرعلی، خاتمہ بتول، فاطمہ بتول، فیضہ بانو، زینب بانو، عالیہ حسن، حسن العسکری نے بالترتیب نرسری، پریپ، کلاس ون سے لے کر کلاس ہشتم تک پہلی پوزیشن حاصل کی۔

رپورٹر: محمد حسن جنیدی

❁ ☆ ✹ ☆ ❁

قائد ملت پبلک سکول میں Importance of Quality Education کانفرنس کا انعقاد

گزشتہ دنوں قائد ملت پبلک سکول امیر آباد کے زیر اہتمام ایک تعلیمی کانفرنس Importance of Quality Education اور تقریب Best Student of the Year منعقد ہوئی۔ کلاس 6th کے کامران شاہد کو ان کی شاندار کارکردگی پر سالانہ خصوصی ایوارڈ سے نوازا گیا۔ اس کانفرنس کا مقصد عہد حاضر میں کوالٹی ایجوکیشن کی اہمیت و افادیت کو اجاگر کرنا تھا۔ مقررین نے اس موقع پر اظہار خیال کرتے ہوئے معیاری تعلیم کی فراہمی اور حصول کو وقت کی اہم ضرورت قرار دیا۔ معیاری تعلیم کے بغیر ترقی و خوشحالی کا خواب شرمندہ تعبیر نہیں ہو سکتا۔ اس موقع پر معیاری تعلیم کے فروغ کے سلسلے میں قائد ملت پبلک سکول کو کوششوں کا سراہا گیا۔ سکول کے بچوں نے اس موقع پر مزاحیہ خاکے اور دیگر پروگرام پیش کیے۔

رپورٹر: ملک گلزار حسین

❁ ☆ ✹ ☆ ❁

نامۂ سالک

قارئین کے خطوط

غلام محمد شاہین

✿ رسالہ جولائی 2010 کا شمارا ابھی تک مجھے نہیں مل سکا۔ کیا وجہ ہے؟ آئندہ خریداری کے ساتھ بھیجا کریں۔

(محمد بشیر لاہوتی، پرتوک چھوربٹ، ڈاک خانہ پیون، تحصیل خپلو، ضلع گانگ چھے)

✿ مدرسہ شاہ ہمدان صوفیہ نوربخشیہ علی پور اسلام آباد کے طالب علموں کو میری طرف سے بہت بہت سلام۔ نوائے صوفیہ کے لیے ایک مضمون ارسال ہے جگہ دے کر حوصلہ افزائی فرمائیں۔ شکریہ۔

(غلام حسین شاہد کوروی)

✿ پچھلا شمارا پڑھ کر بہت خوشی ہوئی۔ ذاکر حسین ذاکر کا تحقیقی مقالہ لاجواب ہے۔ نوائے صوفیہ چونکہ خالصتاً مذہبی رسالہ ہے اس میں مذہبی تنظیموں یا کاموں کے متعلق خبریں شائع ہونی چاہیے۔ ہماری دعا ہے کہ مذہب حقہ کی واحد رسالہ دن دگنی رات چگنی ترقی کرے۔ آمین!

(ڈاکٹر محمد اقبال، زاھد حسین و شیر علی سکساوی)

جواب: آپ لوگوں کی تجاویز نوٹ کر لی ہے۔ ادارہ آپ لوگوں کا مشکور ہے۔ (ادارہ)

✿ خانقاہ پر رسالہ فروخت کرنے میں بہت زیادہ مدد کرتا ہوں۔ میرے طرف سے تمام اراکین رسالہ جو کہ اشاعت میں تعاون کرتے ہیں سلام اور مبارکباد پیش کرتے ہیں۔ دعا ہے ہم سب کو رسالہ کی خدمت کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین!

(سلیم تصوفی)

✿ میں نے نومبر 2010 میں شمیم رضا بگٹی کے پاس بقایا جات مبلغ ایک ہزار روپے جمع کرا دیا ہے۔ میرے نام صرف پانچ کاپیاں آتے ہیں۔ آئندہ سے دس کاپیاں بھیجا کریں۔ انشاء اللہ رقم بروقت بھیجا کروں گا۔

(اخوند ممتاز علی مدرس، دم سم)

✿ رسالہ بہت شوق سے پڑھتی ہوں۔ رسالے کے لیے ایک مضمون ارسال ہے شائع فرما کر حوصلہ افزائی فرمائیں۔ میری دعا ہے رسالہ کو ترقی عطا فرمائے۔ آمین!

(سیدہ شازیہ دختر سید محمد، کھرکوی، مدرسہ البنات سکردو)

✿ رسالہ بہت شوق سے پڑھتی ہوں اور ہمیشہ رسالہ کے لے دعا گو رہتی ہوں۔ ایک مضمون بھیجی ہے جگہ دے کر خدمت کا موقع دیں شکریہ!

(شریفہ اسماعیل ملدوری، مدرسہ البنات سکردو)

✿ دم سم میں نوربخشی علماء کا ایک جلسہ ہوا جس کی کاروائی ارسال ہے شائع فرمائیں۔ شکریہ!

(پریس سیکرٹری، NYF دم سم)

✿ باذوق قاری ہونے کے ناطے شدت سے منتظر رہتا ہوں۔ یقیناً یہ رسالہ احیائے تصوف کے لیے ایک سنگ میل کی حیثیت رکھتی ہے۔ مضامین اور ڈیزائی بہت معیاری ہے۔ دعا ہے ہم سب کو رسالے کی بہتری کے لیے مدد کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔

(غلام حسین نوید، سرمو)

بقیہ: مجموعہ شریعت محمدیہ

اور دیگر مویشیوں کی دیکھ بھال سے ہٹ جانے سے چوری وغیرہ کا خطرہ درپیش ہوتا ہے۔ لہذا سکیورٹی گارڈ کی طرح رہنے سے املاک کی حفاظت ضروری ہوا کرتا ہے لہذا ایسے معذور افراد کے حق میں براہ

راست وجوب جمعہ کا تعلق نہیں ہوا کرتا ہے۔

۲۔ خصوصی رعایت: اس کا مطلب یہ ہے کہ جن معذور افراد کی فہرست دی گئی ہے تکلیف برداشت کرتے ہوئے کسی نہ کسی طریقے سے اجتماعی ادائیگی نماز جمعہ حاضر ہوجائے یوں تو شرعاً ان کو یہ رعایت حاصل ہے کہ ان کی نماز جمعہ نماز ظہر کی جگہ لیتی ہے یعنی جمعہ کی نماز ان کے حق میں بھی اس صورت میں ظہر کی نماز کی جگہ لیتی ہے اور انہیں اسی صورت میں ظہر کی نماز کی ادائیگی کی شرعاً کوئی ضرورت نہیں ہے۔

۳۔ تعدد جمعہ کی صورت: اس کا مطلب یہ ہے کہ مختلف اسباب و عوامل کی وجہ سے شہر کے تمام باشندوں کا ایک جگہ نماز جمعہ کے لیے جمع ہونا نہایت دشوار ہے۔ لہٰذا شہروں میں ایک سے زائد جگہوں پر نماز جمعہ کا قیام شرعاً جائز ہوا کرتا ہے۔ اسلامی معاشرے میں ایک ہی مکتب فکر والوں کے بارے میں تعدد جمعہ کی صورت بیان کی گئی ہے جہاں مختلف مکاتب فکر والے آباد ہوں وہاں ہر ایک مکتبہ فکر والے اپنی اپنی نماز جمعہ کے یے اجتماع منعقد کر سکتے ہیں۔ جیسا کہ آج کل شہروں میں ہوا کرتا ہے۔

بقیہ: عرفان صادقؑ

کہ اپنے ظاہر کی طرح اپنے باطن کو بھی لباس سے آراستہ کر۔ باطن کا لباس سچائی اور ظاہر کا لباس طاعت و عبادت ہے۔ اور اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم کو ہمیشہ نظر میں رکھ کہ اس نے ظاہری لباس سے تیرے بدن کے عیب چھپائے اور تیرے لیے توبہ و انابت کا دروازہ کھول دیا تا کہ تو اپنے باطنی عیوب کو جو گناہوں اور اخلاق رذیلہ کی پیداوار ہیں، اس لباسِ باطنی کے وسیلے سے چھپائے۔ اور کسی کا عیب آشکار نہ کر اور جان لے کہ اللہ تعالیٰ نے تیرے اس سے زیادہ بڑے گناہوں کی پردہ پوشی فرمائی ہے اور خود اپنے نفس کے عیبوں پر نظر رکھ اور بے فائدہ اور لایعنی باتوں سے صرف نظر کر۔

واحذر أن یفنی عمرک بعمل غیرک و یتجر برأس مالک غیرک و تهلک نفسک، فان نسیان الذنوب من أعظم عقوبة الله فی العاجل وأوفر أسباب العقوبة فی الآجل، و ما دام العبد مشتغلا بطاعة الله تعالیٰ و معرفة عیوب نفسه و ترک ما یشین فی دین الله عزوجل فهو بمعزل عن الآفات غائص" فی بحر رحمة الله عزوجل یفوز بجواهر الفوائد من الحکمة والبیان، و ما دام ناسیاً لذنوبه جاهلا لعیوبه راجعا الی حوله و قوته لا یفلح اذاً ابداً

ترجمہ:

اس بات سے ڈر کہ اپنی عمر عزیز کو دوسروں کے اعمال و حرکات کی ٹوہ میں ضائع کرے جبکہ دوسرے تیرے سرمایے سے تجارت کریں اور تو اپنے نفس کو ہلاکت میں ڈالے۔ کیونکہ گناہوں کو بھلا دینا دنیوی زندگی میں اللہ تعالیٰ کا سب سے بڑا عذاب ہے اور آخرت کی سختی کا سب سے بڑا موجب ہے۔ اور جب تک بندہ اللہ تعالیٰ کی طاعت و بندگی میں مشغول رہے وہ آفات و بلیات سے محفوظ و مامون اور رحمتِ خداوندی کے سمندر میں غوطہ زن رہتا ہے اور جواہر حکمت اور لطائف معارف و حقائق سے مستفید ہوتا رہتا ہے۔ اور اگر کوئی آدمی اپنے انجام سے غافل رہے اور اپنے گناہوں کو فراموش کیے رکھے اور اپنے قدرت اور طاقت پر ہی اعتماد کرتا رہے تو ایسا آدمی کبھی فلاح نہیں پا سکتا۔

بقیہ: اتحاد نوربخشیہ وقت کی اہم ضرورت

فرقہ واریت کے علم و فضل کا ہونا ضروری تھا امام ربانی حضرت شاہ سید محمد نوربخشؒ، امیر کبیر سید علی ہمدانیؒ اور بڑے بڑے علماء و مشائخ عظام نے علم کی تلاش میں ہر مصیبت کو برداشت کیا۔

کھوکھلا دعویٰ محبت:

بقول علامہ حضور سرور دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی محبت مغز قرآن، روح، ایمان اور جان دین ہے۔ مگر افسوس ہم نے اس محبت کا دم بھرا بھی تو عملی طور پر مذاق ہی اڑایا۔ معاف کرنا یہی محبت ہے تو ہم اپنے مرکز محبت کو نگاہ میں رکھتے ہی محبت ہر بیماری کی شفا و رہبر دکھ کی دوا بن جاتی ہے یہی محبت ہمیں اوج ثریا سے ہمکنار کر کے

کھوئی ہوئی قسمت کو بیدار کرتی ہے یہ محبت انتشار کا نہیں اتحاد کا پیغام دیتی ہے کہ اے شہنشاہ عرب وعجم کے نام پر مٹنے والو! آپ اپنی تمام ذاتی اختلافات کو بھول کر ذاتی اختلافات دور کر کے صرف ان کی رضا کے لیے متحد ہو جاؤ اپنے مرکز محبت کے تصدق شیر وشکر ہو جاؤ۔

آخر میں رب کائنات کی بارگاہ عالیہ میں یہی دعا کروں گا

بقول علامہ اقبال ؎

تو غنی از ہر دو عالم من فقیر
روز محشر عذر ہائے من پذیر
گر تومی بنی حسابم نا گزیر
از نگاہ مصطفیٰ پنہاں بگیر

اے رب کائنات اگر ہمارا اعمال نامہ دیکھنا ہی ہے تو نگاہ مصطفیٰ سے چھپا کر دیکھ لینا محمدؐ کے سامنے ہمیں شرمسار نہ کر۔ آمین ثمہ آمین!

❁☆✿☆❁

بقیہ: بچوں کی تعلیم و تربیت

ان میں روح کی بلندی ذہن کی پختگی اور کردار کی رفعت بھی پیدا کرتا ہے۔ انہیں صحیح معنوں میں انسان بناتا ہے اگر استاد کا کردار بے داغ ہو اور مثالی ہو تو بیک وقت سینکڑوں طالب علموں کی شخصی تعمیر کا خوشگوار فریضہ انجام دے سکتا ہے۔ اس لیے کہ وہ ایک مہربان شفیق اور ہمدرد وست ہے وہ ان کا رہنما بھی ہے اور اپنی تعلیمات کا عملی پیکر بھی۔ بچے اپنے استاد کو دنیا کا سب سے بڑا آدمی سمجھتے ہیں اس کی ہر بات پر غیر معمولی اعتماد کرتے ہیں اس کی سیرت و کردار کو اپنے لیے قابل تقلید سمجھتے ہیں اس لیے استاد کا فرض ہے کہ وہ بچوں کے اندر بھلے برے کی تمیز پیدا کرے، بچوں کی تربیت پر پوری توجہ دے، علمی اور ثقافتی ورثے کے دیانتداری سے ان تک پہنچائے، بچوں کی تربیت میں انفرادی اختلافات کو ملحوظ خاطر رکھے، بچوں کے دلوں میں تحصیل علم کا شوق پیدا کرے، جھکاؤ پڑھائی سے اجتناب کرے اور تمام بچوں کو ان کی ضرورت کے مطابق توجہ دے۔

❁☆✿☆❁

بقیہ فضائل و مسائل طہارت

صفائی کی بنیاد ہے۔ جسمانی طہارت باطنی طہارت و بالیدگی کا سبب ہے۔ طہارت چاہے وضو ہو یا غسل، استنجا ہو یا استبراء دونوں عمل اپنی اپنی جگہ اہمیت و افادیت رکھتے ہیں۔ ہر فعل کی خصوصیات اور فضیلت روز روشن کی طرح عیاں ہے۔

اللہ تعالیٰ کی مدد اور اس کا نظر کرم شامل حال رہا تو ہم ان اوراق میں ان کی تفصیلات سے قارئین کو آگاہ کریں گے۔ مگر اس سے قبل اسلام کی تعلیمات سے پہلے ادیان سابقہ کے نظام طہارت کا مختصر جائزہ لیا جائے گا۔ تاکہ اس نظام میں بھی شریعت اسلامیہ کے قوانین و ضوابط کریں گے کہ بخوبی پہچان سکیں اور یہ حقیقت جسے واضح ہو جائے کہ اسلام کا نظام صفائی اور دھلائی کا ہے کسی دوسرے دینی نظام میں موجود نہیں۔ اس کا یہ نظام نہایت ممتاز اور حفظان صحت کے اصولوں پر مبنی ہے۔ جسے آج کے ترقی یافتہ معاشروں میں قدر کی نگاہ سے دیکھا جاتا ہے۔ سائنسی فلاسفی بھی اس بات کی قائل ہو رہی ہے کہ اسلام کا نظام صفائی دھلائی ہزاروں امراض کے تدارک اور انسداد کی تدبیر ہے۔ ماحولیات کو بنانے سنوارنے کے سلسلے میں اس کا انتظام بہت موثر ہے۔

❁☆✿☆❁

اظہارِ تعزیت

بابو غلام مہدی عسکری گوند چلو اسٹور کیپر مدرسہ شاہ ہمدان صوفیہ نوربخشیہ سٹلائٹ ٹاؤن سکردو کا لڑکا اظہر جو کہ PIMS ہسپتال میں زیر علاج تھا وفات پاگئے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ ہم سوگواروں سے دلی تعزیت کرتے ہیں اور دعا کرتے ہیں کہ مرحوم کو اپنے جوار رحمت میں جگہ عطا فرما۔ آمین!

(ادارہ)

❁☆✿☆❁

وصولیات اور قارئین کے نام اہم پیغام

نام نمائندہ / قاری	رقم
شاہ براہوی نمائندہ لاہور	1,500/-
بوا شیر علی ڈاغونی	7,000/-
بوا شکور سرگیب خپلو	500/-
شمیم رضا بگنی نمائندہ خپلو	10,000/-
بابو محمد علی براہ، محمد سہیل خپلو	600/-
شاہ سید ہاسٹل راولپنڈی	1,650/-
حاجی	10,000
کل میزان:	**31,250/-**

اہم پیغام

نوائے صوفیہ انٹرنیشنل نہ صرف صوفیہ نوربخشیہ مسلک کے عوام کی اُمنگوں کا نہ صرف واحد ترجمان ہے بلکہ احیائے تصوف کا علمبردار اور اتحاد بین المسلمین کا نقیب بھی ہے۔ادارے کی کمزور مالی حالت رسالے کی تاخیر کا باعث ہے۔مدیراعلیٰ ابوالعرفان علامہ محمد بشیر کی زیر نگرانی، غیر تجارتی (Non-Commercial) رسالہ ہونے کی حیثیت سے نوائے صوفیہ انٹرنیشنل کی مسلسل اِشاعت اور بروقت اِجراء ہم سب صاحب ذی عقل، ذی شعور اور ذی حیثیت کی ذمہ داری ہے، جس سے کسی کو بھی چھٹکارا حاصل نہیں۔

دین حقہ کی پروان اور ترقی کے لیے رسالے کی مسلسل اور بروقت اِشاعت کو یقینی بنانے میں آپ کا تعاون یوں چاہتا ہے:

☆ **قارئین**......نوائے صوفیہ کے ہر شمارے کو نہ صرف خود پڑھیں بلکہ دوسروں کو بھی مستقل قاری بنائیں۔

☆ **خریدار**......نوائے صوفیہ کا خود بھی مستقل خریدار بنیں اور دوسروں کو بھی مستقل خریدار بنا کر ادارے کی مالی پوزیشن کو بہتر بنانے میں ساتھ دیں۔

☆ **رپورٹر**......سبق آموز رپورٹوں سے لوگوں کی دنیوی اور اخروی زندگی کو کامیاب بنا کر نوائے صوفیہ کی خدمت کر سکتے ہیں۔

☆ **نمائندہ**......نوائے صوفیہ کی فروخت میں اضافہ، رقوم کو بروقت وصول اور موصول شدہ رقوم کو فوراً منتقل کر کے ادارہ اور دین حقہ کی خدمت کر سکتا ہے اور بقایاجات کا حصول نمائندہ کے لیے انتہائی ضروری ہے۔

☆ **مضمون نگار**......آپ کا مضمون کسی کی زندگی سنوارنے کا باعث بن سکتا ہے۔لہٰذا عرق ریزی سے مضمون لکھ کر نوائے صوفیہ اور قوم کی خدمت کریں۔

☆ **خطوط بھیجنے والے**......بغیر ڈاک ٹکٹ چسپاں (بے رنگ) خطوط بھیجنے والے ادارے کو ناقابل تلافی نقصان پہنچانے والے لوگ ہیں۔یہ لوگ نوائے صوفیہ اور دین کے حقیقی خیر خواہ نہیں ہو سکتے بلکہ ادارے کو نقصان پہنچانے والے میں سے ہوں گے۔"آپ کے مسائل اور ان کا حل" کے لیے سوالات کے ساتھ واپسی ڈاک لفافہ بھی بھیجیں۔

☆ **عوام**......نوائے صوفیہ کے قاری اور خریدار بن کر نوائے صوفیہ کے پیغامات کو دوسرے عوام الناس تک پھیلائیں۔

☆ **علماء**......نوائے صوفیہ کے لیے بہترین مشورے اور مضامین دیں۔ خود رسالہ خریدیں اور دوسروں کی اس کی تبلیغ کر کے نوائے صوفیہ اور دین حقہ کی خدمت کریں۔

☆ **بزنس مین**......اپنے کاروبار کے ساتھ ساتھ دین حقہ اور نوائے صوفیہ کی مالی حالت کو بہتر بنانے میں اہم کردار ادا کر سکتے ہیں۔

☆ **سرکاری عہدیدار**......نوائے صوفیہ کا مستقل خریدار بنیں چاہے کہیں بھی فرائض سرانجام دے رہے ہو۔

☆ **طالب علموں**......اپنی پاکٹ منی سے فضول کاموں پر خرچ کرنے کی بجائے نوائے صوفیہ کا مستقل خریدار بن کر ادارے کی مالی حالت کو بہتر بنانے اہم کردار ادا کر سکتے ہیں۔

☆ **تنظیمیں**......اپنی تنظیموں کی خبریں اور پروگریس رپورٹیں دینے کے ساتھ ساتھ اپنی کابینہ، مشاورتی کونسل اور کمیٹی کے عہدے داروں اور ممبران کی نوائے صوفیہ انٹرنیشنل کی خریداری کو بھی یقینی بنائیں۔اس طرح نوائے صوفیہ کی خریداری میں اضافہ ہوگا اور مالی حالت بہتر ہونے میں بہت مددگار ہو سکتا ہے۔اس حوالے سے انجمن کے صدر اور جنرل سیکریٹری کا مربوط کردار نوائے صوفیہ کے لیے ایک سنگ میل کی حیثیت ہو سکتا ہے۔

بلا شبہ نوائے صوفیہ کی اشاعت دین حقہ کی سلامتی اور بقا کے لیے انتہائی ضروری ہے۔اس کی مسلسل اور بروقت اشاعت ہم سب کی دینی، دنیوی اور معاشرتی ذمہ داری ہے۔لہٰذا مذہب حقہ کے ہر فرد سے اپیل ہے کہ نوائے صوفیہ کی اشاعت میں اپنا حصہ بھی ضرور ڈالیے۔ اللہ ہم سب کا حامی و ناصر ہوگا۔ (ادارہ)